

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُ نَزَلَ الْحَسَنَ الْغَمَامِيَّةَ



مسک
الحق
کاداعی

ہفت روزہ
الحق
لاہور

مرکز جمعیت
الحق
پاکستان
کراچی

شمارہ: 41

جلد: 45
۵ تا ۱۱ محرم الحرام ۱۴۳۶ھ 31 اکتوبر تا 6 نومبر 2014ء

دہشت گردی

عرب ممالک میں جاری شورش کے پیچھے
عالمی خفیہ اداروں کے ہاتھ ہیں

امیر شہزادہ فیروز بیگ ساجد میر

بشار الاسد موجودہ دور کا بلا کو چیکنگیز خاں

ایمان کی حلاوت... مگر کیسے؟

محرم الحرام

فضائل و مسائل ایک نظر میں!

قرآن و سنت
کی روشنی میں

غلط وصیت کی اصلاح.....؟

زندگی میں جائیداد تقسیم کرنا.....؟

اپنی رقم قومی بچت سکیم میں رکھنا.....؟

درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد

کامیاب انسان

﴿إِنَّمَا تُوفُونَ أَجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۖ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۚ وَمَا الْحَيَوةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ۝﴾ (ال عمران)

”قیامت کے دن تم اپنے بدلے پورے پورے دیئے جاؤ گے۔ پس جو شخص آگ سے بٹا دیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا بے شک وہی کامیاب ہے۔ اور (یاد رکھو کہ) دنیا کی زندگی تو محض دھوکے کا سامان ہے۔“

ہر انسان اپنے لیے کامیابی کا خواہاں ہوتا ہے اور حصول کامیابی کے لیے تگ و دو اور محنت و مشقت کرتا ہے۔ لیکن عقل مند انسان وہ ہے جو حقیقی اور مستقل کامیابی کے حصول کے لیے کوشش کرے ایسی کامیابی کہ جس کے بعد ناکامی کا کوئی امکان ہی نہ ہو۔ دنیا میں رہتے ہوئے انسان عارضی نفع اور تھوڑے سے فائدہ کے لیے بھی دن رات سوچ و بچار کرتا ہے اور اس کے باوجود اسے پورا وقت نہیں ہوتا کہ وہ اس فائدہ کو پالے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسی دائمی کامیابی اور ابدی منافع کی طرف قرآن میں رہنمائی کر دی ہے کہ جس کے بعد نامرادی نہیں اور اس کا حصول بھی کسی قسم کے شک و شبہ سے بالا ہے اور حقیقت میں یہی اصل کامیابی ہے:

﴿قَالَ اللَّهُ هَذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ ۚ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوا عَنْهُ ۚ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝﴾ (الباقدة)

”اس دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یہ وہ دن ہے کہ جو لوگ سچے تھے ان کا سچا ہونا ان کے کام آئے گا ان کو ایسے باغات میں ٹھہرایا جائے گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے خوش ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔“

اور یہ کامیابی ان کا مقدر بنے گی جنہوں نے دنیا میں رہتے ہوئے اللہ کی مرضی والی اور رسول ﷺ کی اطاعت والی زندگی گزاری ہوگی:

﴿إِنَّ أَوَّلَ آيَةِ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَ كَانُوا يَتَّقُونَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْآخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝﴾ (یونس)

”یاد رکھو! اللہ کے دوستوں پر کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔ وہ وہ ہیں جو ایمان لائے اور (برائیوں سے) پرہیز کیے رکھا۔ ان کے لیے دنیاوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی خوش خبری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی باتیں بدلانہیں کرتیں اور یہی بڑی کامیابی ہے۔“

دنیا میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا خوف دلوں میں بٹھائے رکھنا، حق اور سچ کا ساتھ دینا، اس کے بھیجے ہوئے رسول ﷺ کی اطاعت کے ذریعے اللہ کی رضا کا متلاشی رہنا ہمارے لیے حقیقی اور ابدی کامیابی کا ضامن ہے اور ایک مومن کے سامنے اسی کامیابی کا حصول ہدف زندگی ہونا چاہیے۔

درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی

صدقہ کی ترغیب

[عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "أَيُّهَا مُسْلِمُ كَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا عَلَى عُرَى كَسَاهُ اللَّهُ مِنْ خُضِرِ الْجَنَّةِ وَأَيُّهَا مُسْلِمُ أَطْعَمَ مُسْلِمًا عَلَى جُوعٍ أَطْعَمَهُ اللَّهُ مِنْ ثَمَارِ الْجَنَّةِ وَأَيُّهَا مُسْلِمُ سَقَى مُسْلِمًا عَلَى ظَمَأٍ سَقَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الرَّحِيقِ الْمَخْتُومِ۔"] (ابوداؤد)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس مسلمان نے کسی برہنہ بدن مسلمان کو پہننے کے لیے لباس دیا اللہ تعالیٰ اسے جنت کا سبز لباس پہنائے گا، جس مسلمان نے کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلایا اللہ تعالیٰ اسے جنت کے پھل کھلائے گا، جس مسلمان نے کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلایا اللہ تعالیٰ اسے جنت کی سیل بند (مہرزدہ) مشروب پلائے گا۔“

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان کو صدقہ دینے کی طرف رغبت دلائی ہے کہ جو شخص صدقہ کرے گا اسے دنیا میں مشکلات سے نجات اور آخرت میں اس کا نعم البدل عطا ہوگا۔ صدقہ کرنے کے نتیجے میں جنت کی نعمتیں حاصل ہوں گی اور اللہ تعالیٰ خوش ہو کر انعام و اکرام سے نوازے گا۔ آج کل پاکستان کی اکثر آبادیاں سیلاب کی وجہ سے بہت پریشان ہیں، اکثر کے پاس سر چھپانے کے لیے چھت نہیں تو کوئی دو وقت کی روٹی کو ترس رہا ہے۔ سردی کا موسم شروع ہو چکا ہے مگر بستر، لحاف اور بدن کے لیے لباس نہیں۔ ان حالات میں ہر پاکستانی شہری کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان پریشان اور مفلوک الحال لوگوں کو لباس پہنائے۔ انہیں کھانا کھلائے اور ان کے لیے صاف پانی کا انتظام کرے۔ ننگے بھوکے اور پیاسوں کی ضرورت کو پورا کرنا تعاون بھی ہے اور قابل جزا بھی۔ ضرورت مند کو لباس پہنا دینے سے جنت کا سرسبز لباس ملے گا۔ بھوکے کو کھانا کھلا دینے سے جنت کے پھل ملیں گے اور پیاسے کی پیاس دور کر دینے سے جنت کی سیل بند شراب پینے کو ملے گی۔ صدقہ سنت نبوی کے مطابق ہو یعنی وہ چیز اللہ کی راہ میں دی جائے جو اپنے آپ کو پسند ہے۔ رضائے الہی پر مبنی اور ریا کاری سے پاک ہو تو اللہ اسے قبول کرتا ہے جب تک ایک انسان اپنے مجبور و پریشان بھائی کی امداد کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی مدد کرتا ہے اور آخرت میں جزا بھی دے گا۔

اسلامی سال نو اور سنہ ہجری کا آغاز

اسلامی سال کا آغاز یکم محرم الحرام سے ہوتا ہے۔ اس کا چاند ایسے حالات میں طلوع ہوا ہے جب کہ امت مسلمہ غیروں کی چیرہ دستیوں کی وجہ سے بے شمار مشکلات سے دوچار ہے۔ اس کا قبلہ اول یہودیوں کے قبضہ میں ہے اور فلسطین کے مسلمانوں پر انہوں نے عرصہ و حیات تک کر رکھا ہے۔ وطن عزیز میں خوفناک بارشوں اور المناک سیلاب کی باقیات ابھی تک موجود ہیں۔ کنٹرول لائن اور درنگ باؤنڈری پر اب تک بھارت کی فائرنگ سے چوبیس افراد شہید ہو چکے ہیں۔ مقبوضہ کشمیر میں سیلاب زدگان تک بھارت نے عالمی برادری کو پہنچنے کی اجازت نہیں دی۔ وہاں کی ظالم انتظامیہ نے متاثرین سے تعاون کے سلسلہ میں نہایت غیر منصفانہ رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ سیاسی اثر و رسوخ رکھنے والوں کو 75,000 روپے اور جن کے مکانات مکمل تباہ ہو گئے ہیں انہیں صرف 17,000 روپے دیئے گئے ہیں اس پر مسلمان شدید احتجاج کر رہے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ محرم الحرام کا مہینہ جہاں نئے اسلامی سال کی نوید لاتا ہے وہاں اس کی آمد سے بہت سی المناک یادیں بھی تازہ ہو جاتی ہیں۔ اس لیے کہ اس مہینہ میں اسلام کی دو جلیل القدر شخصیتوں (خلیفہ ثانی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ) نے نہایت مظلومیت اور کسمپرسی میں جام شہادت نوش فرمایا۔ بلاشبہ یہ مہینہ انتہائی عظمت و احترام کا حامل ہے اور ان چار مہینوں میں شمار ہوتا ہے جنہیں "شہر حرم" یعنی حرمت کے مہینے جیسے لقب سے نوازا گیا ہے۔ وہ چار مہینے ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب ہیں۔ اگرچہ علماء سلف اور محققین کی تحقیق کے مطابق اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ کو اپنی طرف سے لطف و کرم و فضل و احسان اور شان سے نوازا ہے مگر یہ مسلمہ امر ہے کہ واقعہ کر بلا کو اس مہینہ کی رفعت و عظمت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اس مہینہ کو ابتدائے آفرینش سے ہی فضیلت حاصل ہے۔ بایں ہمہ اس حقیقت سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا کہ اسلامی تاریخ کو جس چیز نے سب سے زیادہ موثر اور رنگین بنایا ہے اس کے وہ ان گنت واقعات ہیں جو عزم و استقلال، استقامت، صبر و ثبات، حق گوئی و بے باکی امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور ایثار و جان نثاری و استقلال کی اعلیٰ ترین مثالیں پیش کرتے ہیں۔

سنہ ہجری کے آغاز کے بارے میں تاریخ بتاتی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کی اس پہلو پر نظر تھی۔ وہ محسوس کرتے تھے کہ قومی زندگی کی تقویم کے لیے قومی سنہ ضروری ہے۔ اس لیے واقعہ ہجرت کے اختتام کا نقطہ نظر سامنے آیا۔ دیگر چیزیں بھی سامنے آسکتی تھیں مگر ہجرت نبوی کا واقعہ جو آغاز اسلام کی بے سرو سامانی اور کمزوریوں کی یاد تازہ کرتا تھا اختیار کیا گیا۔ آخر اس کی علت کیا تھی؟ مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ "مسلمانوں کا قومی سنہ قرار دینے کے لیے قدرتی طور پر جو چیزیں سامنے تھیں وہ اسلام کا ظہور تھا۔ داعی اسلام کی پیدائش، نزول وحی کی ابتدا تھی۔ بدر کی تاریخی فتح تھی، مکہ کا فتح نامہ داخلہ تھا۔ حجۃ الوداع کا عظیم اجتماع تھا جو اسلام کی ظاہری اور عصری تکمیل و فتح کا آخری اعلان تھا۔ لیکن ان تمام واقعات میں سے کوئی واقعہ بھی اختیار نہیں کیا گیا۔ ہجرت مدینہ کی طرف نظر گئی جو نہ کسی کی پیدائش کا جشن ہے نہ کسی ظہور کی شوکت نہ کسی جنگ کی فتح ہے نہ کسی غلبہ و تسلط کا شادمانہ بلکہ اس زمانے کی یاد تازہ کرتا ہے۔ جب آغاز اسلام کی بے سرو سامانیاں اور ناکامیاں اس حد تک پہنچ گئی تھیں کہ داعی اسلام کے لیے اپنے وطن میں زندگی بسر کرنا بھی ناممکن ہو گیا تھا۔ بیچارگی اور مظلومیت کی انتہا تھی کہ اپنا وطن اپنا گھر اپنے عزیز واقارب اور اپنا سب کچھ چھوڑ کر صرف ایک رفیق نمکسار کے ساتھ رات کی تاریکی میں سیار و شت غربت ہوا تھا۔

یہ بھی ظاہر ہے کہ اس قسم کے معاملات میں قدرتی طور پر دوسری قوموں کے نمونے سامنے آیا کرتے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے بھی یہ نمونے موجود تھے لیکن وہ ان کی تہلیل پر آمادہ نہ ہو سکے اور انہوں نے بالکل دوسری راہ اختیار کی۔ چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کے بعد سب اس امر پر متفق ہو گئے اور واقعہ ہجرت سے ابتدا ہو گئی۔

واقعہ ہجرت کیا تھا؟ وہ ایک واقعہ ہی نہ تھا بے شمار اعمال و وقائع کا مجموعہ تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے ظہور کی تاریخ دراصل دو بڑے عہدوں میں منقسم ہے۔ ایک عہد مکہ کی زندگی اور اعمال کا ہے۔ دوسرا مدینہ کے قیام اور اعمال کا۔ پہلا آنحضرتؐ کی بعثت سے شروع ہوتا ہے اور ہجرت مدینہ پر ختم ہوتا ہے۔ اس کی ابتدا عار حرام کے

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری
ایم اے

☆ رانا محمد شفیق خاں پسروری
☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد
☆ پروفیسر مقبول احمد قاضی

مجلس
ادارت

اس شمارہ میں

- 1 درس قرآن و حدیث
- 2 ادارہ
- 4 احکام و مسائل
- 6 ایمان کی صفات کیسے نصیب ہو؟
- 9 صحابہ کرام..... تعریف، فضائل اور مشاجرات
- 10 ماہ محرم کی شریعتی حیثیت
- 14 تاریخ اہل حدیث..... درحقیقت تاریخ اسلام
- 16 دست اسلام میں باطل کا گریباں
- 18 ایک عالم آشنا کا عالم
- 21 شام کے مظلوم مسلمان
- 22 حضرت مولانا محمد رفیق سلفی کی یاد میں
- 23 طب و صحت
- 25 اخبار الجماعہ

ادارہ سے جملہ خط کتابت ایڈیٹر کے نام
اور ذیل زمینچر کے نام کی جائے

ہفت روزہ "اسلام آباد" حلیہ حدیث

چوک اسٹریٹ حدیث (المعروف بتی چوک)

106، راوی روڈ لاہور۔ 54000

فون: 042-37720257 ٹیکس: 042-37725525

email: weeklyahlehadith@yahoo.com

بدل اشتراک

- سالانہ 500/- روپے
ششماہی 300/- روپے
بذریعہ ڈپو بی 535/- روپے
بہرہ دہی ممالک سے 5500/- روپے
نی پرچہ 15/- روپے

سینئر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے "اسٹریٹ پرنٹ ان" شاہ خالد ناؤن جی ٹی روڈ شاہدہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

احکام سے ہوتی ہے اور تکمیل غار ثور میں مختصر قیام پر دوسرا ہجرت سے شروع ہوتا ہے اور حجۃ الوداع پر ختم ہو جاتا ہے اس کی ابتدا مدینہ کی فتح سے ہوئی اور تکمیل مکہ کی فتح پر۔ قرآن حکیم نے واقعہ ہجرت کا ذکر اس طریقہ سے کیا ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بے سروسامانی و غربت کے اس عمل ہی میں فتح و نصرت الہی کی سب سے بڑی معنویت پوشیدہ تھی۔

سید الشیخ امام حرم کی الدکتور عبدالرحمن السدیس حفظہ اللہ تعالیٰ نے اسلامی سال نو کے آغاز پر اپنے ایک خطبہ میں امت مسلمہ سے فرمایا تھا کہ ”ایک سال اپنا دورانیہ پورا کر کے رخصت ہو گیا ہے اس کے دن بیت گئے اور اس کے خیمے اکھڑ چکے۔ کائنات میں اللہ تعالیٰ کا یہی قانون ہے کہ دن گزرتے ہیں، مہینے پلٹتے ہیں اور سال پر سال بیت جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس سنت میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تم پر سایہ نکلے۔ نئے سال سے تم بھی اپنی جد و جہد کا آغاز کر دو۔ فتح و نصرت امت کی عزت کی امید اور نیک ظن رکھتے ہوئے پوری قوت سے قدم آگے بڑھاؤ۔ اس لیے کہ بلند مقاصد اور منفرد مفادات کا بلی اور بے ہمتی سے حاصل نہیں ہوتے۔ حقیقی بات ہے کہ کم فہم اور کم ہمت عالی مرتبہ اور کامیابی کیسے حاصل کر سکتا ہے؟ تقویٰ اختیار کرو۔ عقیدہ توحید، التزام سنت، جماعت سے وابستگی اور شریعت کے احکام کی پابندی کو اپنا شعار بناؤ۔ نوجوانوں پر توجہ دو، نئی نسلوں کو سنبھالو، میانہ روی اور اعتدال اختیار کرو۔ ذرائع ابلاغ کو خدمت اسلام کے لیے بروئے کار لاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد ضرور فرمائے گا۔“

آخر میں ہم یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں کہ یہاں محرم الحرام کے آغاز کے ساتھ ہی ذرائع ابلاغ میں غیر ثقہ واقعات کا اظہار شروع ہو جاتا ہے جن کا حقائق و ثقاہت و صحت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ دین نبی اکرم ﷺ کے اخلاق و اعمال اور سیرت طیبہ کا نام ہے۔ جو امور آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے ثابت نہیں وہ دین نہیں۔ جو چیز دین نہیں وہ بدعت ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو بدعات سے اجتناب اور اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

دہشت گردی کا ناسور حقیقی معنوں میں عالم اسلام کے لیے نہایت تباہ کن ہے۔ اس نے اسلام کی اعتدال پسندانہ ساکھ کو بھی شدید نقصان پہنچایا ہے۔ اسی دہشت گردی نے مسلمانوں کو تقسیم کر کے رکھ دیا ہے۔ امام و خطیب مسجد نبوی شیخ عبدالحسن القاسم

دہشت گردی عالمی اور علاقائی خفیہ اداروں کی پیداوار ہے۔ عرب خطے میں جاری لڑائیوں اور دہشت گردی کے واقعات کے پیچھے عالمی خفیہ اداروں کے ہاتھ ہیں۔ سینیٹر پروفیسر ساجد میر

امام و خطیب مسجد نبوی شیخ عبدالحسن القاسم نے کہا ہے کہ فلسطین کے عوام اپنی آزادی اور بقاء کی جنگ لڑ رہے ہیں اور دنیا انہیں بھی دہشت گرد قرار دے رہی ہے۔ دہشت گردی کا ناسور حقیقی معنوں میں عالم اسلام کے لیے نہایت تباہ کن ہے۔ اس نے اسلام کی اعتدال پسندانہ ساکھ کو بھی شدید نقصان پہنچایا ہے۔ اسی دہشت گردی نے مسلمانوں کو تقسیم کر کے رکھ دیا ہے۔ وہ مرکز اہل حدیث گرین لین برنگھم میں ایک استقبالیہ سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اسرائیل ایک ناجائز ریاست ہے جس نے ارض فلسطین پر قبضہ کر رکھا ہے۔ وہاں کے بچوں، عورتوں اور ہر سطح کے شہریوں کو نہایت بے رحمی سے شہید کیا جا رہا ہے۔ فلسطین میں ہمارے بھائی اپنے حقوق اور آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ ان کی جد و جہد آزادی برحق اور اس کے خلاف غاصب صہیونی ریاست کے حملے منظم ریاستی دہشت گردی ہیں۔ اسرائیلی ریاست اور ان عالمی دہشت گرد گروپوں کے مابین کوئی فرق نہیں جو معصوم شہریوں کو قتل کرنا، پوری کی پوری آبادیوں کو نیست و نابود کرنا اپنا فرض عین سمجھتے ہیں۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سربراہ سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے استقبالیہ سے اپنے خطاب میں کہا کہ دہشت گردی عالمی اور علاقائی خفیہ اداروں کی پیداوار ہے۔ عرب خطے میں جاری لڑائیوں اور دہشت گردی کے واقعات کے پیچھے عالمی خفیہ اداروں کے ہاتھ ہیں۔ اگرچہ پوری دنیا دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے مگر مسلمان ممالک کو ایک سازش کے تحت دہشت گردی کی چٹا میں جھونکا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان جہاں کہیں بھی ظالم سے سرسپکا رہیں ان کی مدد نہیں کی جا رہی ہے۔ فلسطین اور شام کے مسلمانوں کو مظالم سے نجات دلانے کے لیے عالمی برادری کا کردار نہایت شرمناک ہے۔ انہوں نے کہا کہ شام میں ایک مخصوص گروپ نے اپنی سیاسی بالادستی کے لیے معصوم بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کا ریاستی مشنری کے ذریعے قتل عام روا رکھا ہوا ہے۔ عالمی برادری اس پر بھی خاموش تماشائی ہے۔ انہوں نے کہا کہ فلسطین میں ہونے والی دہشت گردی ملکوں اور حکومتوں کی دہشت گردی کے زمرے میں آتی ہے۔ استقبالیہ سے مولانا عبدالہادی العمری، مولانا شعیب احمد، مولانا احسن حنیف نے بھی خطاب کیا۔ (میڈیا سیل)

امیر محترم کی بیرون ممالک کے دورہ سے وطن واپسی

لاہور (۲۲ اکتوبر ۲۰۱۳ء) مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سربراہ سینیٹر پروفیسر ساجد میر دو ہفتے کے بیرون وطن دورہ مکمل کر کے وطن واپس پہنچ گئے۔ انہوں نے اٹلی، سپین، لیبیا اور برطانیہ میں مختلف سیاسی، تبلیغی اور تنظیمی دورے کیے۔ ایئر پورٹ پر جماعتی قائدین اور کارکنان نے ان کا استقبال کیا۔ ایئر پورٹ پر میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے باہر القادری کی طرف سے دھرنا ختم کرنے کے اعلان کو دیر آمد درست آمد قرار دیا اور کہا کہ امید ہے کہ وہ اب اپنے کزن کو یہی نصیحت کریں گے کہ وہ بھی ضد چھوڑ دیں۔ پروفیسر ساجد میر نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ مجھے لگتا ہے کہ طاہر القادری نے دھرنے کے خاتمے کے لیے جو انداز اختیار کیا وہ کینڈا جانے کے لیے اس سے بھی زیادہ خوب صورت انداز اختیار کریں گے۔ اور ان کے کارکنان برائیاں نہیں منائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ عمران خاں کی طرف سے وزیر اعظم سے استغنے کا مطالبہ سب سے بڑا چیلنج ہے۔



احکام و مسائل

جناب مولانا ابو محمد حافظ عبدالستار الحمد و مرکز الدراسات الاسلامیہ
سلطان کالونی میاں چنوں خانیوال پاکستان
فون: 065-2663317 موبائل: 0300-4178626
hammad3316@yahoo.com

زندگی میں جائیداد تقسیم کرنا

سوال ایک شخص نے اپنی زندگی میں آدھی جائیداد اپنے اکلوتے بیٹے کے نام کر دی جبکہ دوسری آدھی اپنے دو پوتوں کے نام بیٹھ کی صورت میں کی۔ جس کا انتقال بعض 500/- روپے بنیاد خریداری ہوا اس کے بعد وہ تین سال تک زندہ رہا کیا ایسا کرنا شرعاً درست ہے؟

جواب اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں خود مختار بنا کر بھیجا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے اللہ کی نعمتوں کو جیسے چاہے استعمال کر سکتا ہے۔ مال و جائیداد بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے اس میں بھی تصرف کرنے کا اسے پورا پورا حق ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”ہر مالدار اپنے مال میں تصرف کرنے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔“ (تبیخی: ج ۶، ص ۱۷۸)

اس تصرف کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی ناجائز اور حرام کام کے لیے نہ ہو اور نہ ہی اس کے ذریعے کسی جائز وارث کو محروم کرنا مقصود ہو۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قانون وراثت کو پامال کرنے کی کوشش نہ کی گئی ہو۔ اس وضاحت کے بعد جب ہم صورت مسئولہ کا جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں صاحب جائیداد نے کئی طرح سے ناجائز کام کا ارتکاب کیا ہے۔ مثلاً

اس نے اپنی جائیداد کو زندگی میں تقسیم کر دیا ہے جبکہ وہ قطعاً اس کا مجاز نہ تھا، موت کے بعد جو وارث زندہ ہوتے، وہ خود اپنا انا حصہ لے لیتے۔ تقسیم کرتے وقت بھی شرعی تقاضوں کو ملحوظ نہیں رکھا گیا کیونکہ دو پوتوں کے نام بقیہ نصف جائیداد کو بیع کی صورت میں انتقال کر دیا ہے جبکہ خرید و فروخت قطعاً مقصود نہ تھی بلکہ انہیں وارث بنانے کے لیے بطور حیلہ استعمال کیا ہے تاکہ ان پوتوں کو ان کے مرحوم باپ کی جگہ رکھ کر جائیداد سے حصہ دیا جائے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا تھا کہ وہ اپنے یتیم پوتوں کے لیے وصیت کر جاتا جو کسی صورت میں $\frac{1}{3}$ سے زیادہ نہ ہوتی۔ اب بھی اس کی اصلاح بایں صورت ہو سکتی ہے کہ کل جائیداد سے $\frac{1}{3}$ بطور وصیت دو پوتوں کو اور باقی دو حصے اس کے بیٹے کو دیے جائیں۔ چنانچہ اس قسم کا ایک واقعہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں پیش آیا کہ ایک شخص نے موت کے قریب اپنے کل اثاثے چھ غلاموں کو آزاد کر دیا جبکہ اس کے علاوہ اور کوئی جائیداد اس کے پاس نہ تھی۔ مرنے کے بعد جب اس کے ورثاء نے اس بات کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے مرنے والے کے عمل کو کالعدم قرار دیتے ہوئے آزاد کردہ غلاموں کو بلایا اور انہیں تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر ان کے درمیان قرعہ اندازی کر کے تیسرے حصے یعنی دو غلاموں کو آزاد کر دیا اور باقی چار کو غلامی میں واپس کر کے انہیں ورثاء کے حوالے کر دیا۔ (مسلم الایمان: ۲۳۳۵)

ہمارے رجحان کے مطابق صورت مسئولہ میں بھی اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ وصیت کے طور پر مرحوم کی کل جائیداد کا $\frac{1}{3}$ دو پوتوں کو دے دیا جائے اور باقی دو حصے اس کے بیٹے کو دے دیے جائیں کیونکہ بیٹے کی زندگی میں پوتے وارث نہیں ہوتے، تاہم تالیف قلبی کے طور پر انہیں بطور وصیت کچھ دیا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم!

اپنی رقم قومی بچت سکیم میں رکھنا

سوال میں پچھلے سال سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہوا ہوں میرا کوئی بھی ذریعہ معاش نہیں میں نے حکومت سے یکمشت ملنے والی رقم کو مرکز قومی بچت میں رکھ دیا ہے وہاں سے مجھے ہر ماہ ”منافع“ ملتا ہے جس سے میرا گذر اوقات ہو جاتا ہے کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان کو اس امر کا پابند ٹھہرایا ہے کہ وہ گذر اوقات کے لیے رزق حلال کا اہتمام کرے اور حرام روزی سے اپنے دامن کو بچا کر رکھے۔ قرب قیامت کے وقت ایسے حالات پیدا ہو جائیں گے کہ انسان روزی کے متعلق لا پرواہ ہو جائے گا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”لوگوں پر ایسا وقت ضرور آئے گا کہ انسان اپنی روزی کے متعلق حلال و حرام کی پروا نہیں کرے گا۔“ (بخاری المبیوع: ۲۰۵۹)

اس حدیث کی روشنی میں جب ہم اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیتے ہیں تو ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ ہمارے معاشرہ کی اکثریت نے اپنی روزی کے متعلق حلال و حرام کی تمیز چھوڑ دی ہے۔ صورت مسئولہ میں بھی یہی کچھ کارفرما ہے کہ سائل نے گذر اوقات کے لیے اپنی رقم کو مرکز قومی بچت میں رکھ دیا ہے اور اس سے ملنے والے ”منافع“ سے گذر بسر کرتا ہے۔ حالانکہ قومی بچت اسکیم سے اسے جو کچھ ”منافع“ کی صورت میں ملتا ہے وہ شرعاً سود ہے اور اس کا لینا ایک مسلمان کے لیے جائز نہیں۔ نام کے بدلنے سے حقیقت نہیں بدلتی، سود کا لینا اور اسے استعمال میں لانا اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کرنے کے مترادف ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے: ”اگر تم سود لینے دینے سے باز نہ آئے تو آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے۔“ (البقرہ: ۲۷۹)

سود لینے دینے کے متعلق احادیث میں بہت سخت وعید آئی ہے رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کو ملعون قرار دیا ہے جو سود دیتا اور وصول کرتا ہے۔ لہذا ہم سائل کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ اپنے سرمایہ سے کوئی چھوٹا موٹا کاروبار کر لے وہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے کرتے اور سود کھاتے پیتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے۔ ہمارے رجحان کے مطابق مرکز قومی بچت یا کسی بھی دوسرے بنک سے سود جائز نہیں خواہ وہ اسے منافع کا نام ہی کیوں نہ دے دیں اس سے ایک مسلمان کو گریز کرنا چاہیے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی کا زبردست اندیشہ ہے۔ واللہ اعلم!

زندگی میں جائیداد سے شرعی حق کا مطالبہ

سوال میں اپنے بیٹے کی شادی کے بعد اسے علیحدہ کرنا چاہتا ہوں، لیکن وہ علیحدہ ہونے سے پہلے میری جائیداد سے اپنا شرعی حصہ مانگتا ہے، میں اسے اس کا حق دینے کے لیے تیار ہوں بشرطیکہ شریعت میں اس کی گنجائش ہو۔ اس سلسلہ میں میری رہنمائی فرمائیں۔

جواب شریعت اسلامیہ میں انتقال ملکیت کی حسب ذیل دو صورتیں ہیں:

✽ **اختیاری**..... اپنے عزم و ارادہ سے اپنی جائیداد کسی دوسرے کو دے۔ یہ انتقال ملکیت اگر بلا معاوضہ ہے تو ایسا کرنا حصہ یا وصیت میں ممکن ہے اور اگر بالمعاوضہ ہے تو اسے بیع وغیرہ کا نام دیا جاتا ہے۔ عام خرید و فروخت میں یہی صورت ہوتی ہے۔

✽ **غیر اختیاری**..... جس میں انسان کے عزم و اختیار کو کوئی دخل نہیں ہوتا۔ بلکہ کسی کی ملک کو چیز خود بخود دوسرے کو منتقل ہو جاتی ہے اس قسم کے انتقال ملکیت کو ”وراثت“ کہا جاتا ہے۔ صورت مسئولہ میں ”شرعی حصہ“ لینے دینے پر اظہار رضامندی انتقال ملکیت کی یہ دوسری صورت معلوم ہوتی ہے۔ لیکن سائل کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس غیر اختیاری انتقال ملکیت کو اپنے ارادہ و اختیار سے اپنے ورثاء کی طرف منتقل کر دے بشرطیکہ شریعت اس کی اجازت دے، لیکن شریعت میں ایسا کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ انتقال ملکیت کی اس صورت میں وراثت کا استحقاق اس وقت پیدا ہوتا ہے جب مورث کی موت حقیقتاً یا حکماً واقع ہو چکی ہو اور وارث بھی زندہ موجود ہو۔ اپنی زندگی جیتے جی کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ قانون وراثت کو ہاتھ میں لے کر اپنی جائیداد کو وراثت کے طور پر اپنے ورثاء کی طرف منتقل کرے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے ورثاء پر زیادتی کا امکان باقی رہتا ہے جو شرعاً جائز نہیں۔ اس طرح کی تقسیم جائیداد کے بعد اگر کوئی وارث اس کی زندگی میں فوت ہو گیا تو اسے جو حصہ دیا گیا تھا وہ اس کا وارث نہیں تھا کیونکہ وراثت میں مورث کی موت کے وقت وارث کی حیات کا تعین ضروری ہے۔

اس بناء پر صورت مسئولہ میں بیٹے کا اپنے والد سے اس کی زندگی میں اپنے ”شرعی حق“ کا مطالبہ کرنا درست نہیں۔ البتہ بہہ یا عطیہ کی صورت میں ممکن ہے، لیکن اسے ”شرعی حصہ“ قرار دینا محل نظر ہے کیونکہ یہ تو والد کی مرضی پر موقوف ہے۔ نیز ایسا کرتے وقت دوسری اولاد کو بھی مساویانہ طور پر اس میں شامل کرنا ہوگا۔ اس کے علاوہ وہ اپنی تمام جائیداد بطور ہبہ دینے کا بھی مجاز نہیں۔ اگر کوئی بیٹا کاروبار میں شریک ہے تو اسے علیحدگی کے وقت اس کا حصہ رسیدی دیا جاسکتا ہے لیکن یہ حصہ کاروبار کا ہوگا وراثت کا نہیں۔ بہر حال کوئی بھی بیٹا والد کی زندگی میں اس کی جائیداد سے بطور وراثت ”شرعی حصہ“ کا حقدار نہیں۔ واللہ اعلم!

غلط وصیت کی اصلاح

سوال ہمارا ایک عزیز فوت ہوا ہے، پسماندگان میں سے ایک بیوہ، دو بیٹیاں اور ایک پوتا ہے اس کی تحریری وصیت یہ ہے کہ میری جائیداد میں سے 1/8 بیوہ کو دے کر باقی 7/8 میں سے میری دونوں بیٹیوں کو نصف اور نصف میرے پوتے کو دیا جائے، کیا اس قسم کی وصیت جائز ہے اور اس پر عمل کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب صورت مسئولہ میں وصیت کے ذریعے جو جائیداد کی تقسیم کی گئی ہے وہ شریعت کے مطابق نہیں، شرعی تقسیم حسب ذیل ہے:

✽ بیوہ کو اولاد کی موجودگی میں 1/8 ملتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ”اگر میت کی اولاد ہو تو ان کی (بیویوں) کو آٹھواں حصہ ملے گا۔“ (النساء: ۱۲)

✽ بیٹیوں کو 2/3 ملتا ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے: ”اگر اولاد میں صرف لڑکیاں ہیں (یعنی دو یا) دوسے زیادہ تو کل ترکہ میں سے ان کا دو تہائی ہے۔“ (النساء: ۱۱)

✽ پوتا، عصبہ ہے جو مقررہ حصہ پانے والوں سے بچا ہوا ترکہ لیتا ہے۔ حدیث میں ہے: ”مقررہ حق حصہ داروں کو دینے کے بعد جو باقی بچے وہ میت کے قریبی مذکر رشتہ دار کے لیے ہے۔“ (بخاری، الفرائض)

مذکور تفصیل کے پیش نظر جائیداد کے کل ۲۳ حصے کر لیے جائیں۔ ۳ بیوہ کے لیے ۸ بیوہ بیٹوں کے لیے۔ اور باقی ۵ حصے پوتے کو دیئے جائیں۔

قرآن وحدیث کی رو سے اگر وصیت کرنے والا کوئی غلط وصیت کر جائے تو اسے باہمی مل کر درست کیا جاسکتا ہے اسے جوں کا توں نافذ کرنا جائز نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اگر کسی کو وصیت کرنے والے کی طرف (کسی وارث کی) طرفداری یا حق تلفی کا اندیشہ ہو تو اگر وہ (وصیت کو قبول کر) وارثوں میں صلح کرادے تو اس پر کچھ گناہ نہیں۔“ (البقرہ: ۱۸۲)

اس آیت کے پیش نظر ورثاء کو چاہیے کہ وہ غلط وصیت پر عمل کرنے کی بجائے کتاب وسنت کے مطابق متوفی کی جائیداد کو تقسیم کریں اور وصیت میں ترمیم کر کے اسے شریعت کے مطابق کر لیں۔ اس میں اللہ کے ہاں کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔ اس قسم کی وصیت کو آپس میں نزاع کا باعث نہ بنائیں بلکہ محبت اور ہمدردی کے جذبات کے ساتھ جائیداد تقسیم کریں۔ واللہ اعلم!

فصل: الشيخ
ڈاکٹر عبدالباری الثیثی

ایمان کی مٹھاس کیسے نصیب ہو؟!

عبدالحمید ازہر

ظفر علی

حافظ محمد سرور

مترجم

حمد وثناء کے بعد:

میں تمہیں اور اپنے آپ کو اللہ سے ڈرنے کی تلقین کرتا ہوں۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُمْ مُسْلِمُونَ﴾

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو۔“

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ کلمات

سنے۔ ترجمہ

”اس شخص نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا، جو اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی اور رسول ہونے پر راضی ہو گیا۔“

جو شخص اللہ کے رب ہونے پر راضی ہو جاتا ہے، وہ اللہ سے محبت کرتا ہے، اس پر بھروسہ رکھتا ہے، اسی سے مدد مانگتا ہے، اسی کو کافی جانتا ہے، اس کے علاوہ کسی سے نہیں مانگتا، کیونکہ اس کے علاوہ باقی سب عاجز اور کمزور ہیں اور جس کے لیے اللہ کافی نہ ہو، اس کے لیے کچھ بھی کافی نہیں ہوتا، جو اللہ کے رب ہونے پر راضی ہو جائے وہ ہر چیز پالیتا ہے، جو اللہ کو اپنے لیے کافی بنالے وہ کسی چیز کا محتاج نہیں رہتا اور جو اللہ سے عزت حاصل کر لے، کسی چیز کے لیے ذلیل نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدًا﴾

”کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے؟“

اسی طرح جو شخص رسول اللہ ﷺ کے پیغمبر ہونے پر راضی ہو جائے، وہ آپ ﷺ کو آخری رہبر، ہادی اور نمونہ عمل مان لیتا ہے اور آپ ﷺ کی سیرت کو سمجھنے اور

آپ ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہونے کے لیے دوڑتا ہے۔ اور جو شخص اسلام کے دین ہونے پر راضی ہو جاتا ہے وہ اس پر قناعت اختیار کرتا ہے، اس کے واجبات کا التزام کرتا ہے اور اس کے ممنوع امور سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔

یاد رکھیے کہ ایمان کا ایک ذائقہ اور مٹھاس ہے اور یہ مٹھاس اسی کو نصیب ہوتی ہے جو اس کا اہل ہو۔ ایمان جب دل میں رچ بس جاتا ہے اور ایمان کی چاشنی دل میں جاگزیں ہو جاتی ہے تو اس سے دل میں ایک لذت، زندگی میں ایک خوشی اور سینے میں ایک کشادگی سی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جسے ایمان کا یہ ذائقہ نصیب ہو جائے وہ

[رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا]

”میں اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہوں۔“

اللہ کی خاطر کسی گناہ کو چھوڑ دینے سے دل میں ایک مٹھاس پیدا ہوتی ہے اور جس شخص نے اللہ سے شرم کھاتے ہوئے اور اس کے ڈر سے یہ گناہ چھوڑا ہو تو یہ مٹھاس اسے محسوس ہوتی ہے۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے:

”نظر ابلیس کے زہر پلے تیروں میں سے ایک تیر ہے، جو شخص اللہ کے ڈر سے (کسی حرام چیز پر) نظر ڈالنے سے رک جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بدلے میں اسے ایسا ایمان عطا کرتا ہے جس کی

جب ایمان کی مٹھاس دل کی چاشنی کے ساتھ گھل مل جائے تو رات یا دن کا کوئی بھی لمحہ یا کوئی بھی گھڑی ہو، آدمی اپنے آپ کو اپنی تمام تر حرکات و سکنات میں اپنے خالق و مالک، اپنے مددگار اور اپنے آقا کے ساتھ محسوس کرتا ہے۔

نیکیوں میں لطف محسوس کرتا ہے، اللہ کی رضا کے لیے پریشانیوں کو خوشی خوشی برداشت کرتا ہے، اس کی راہ میں فنا ہو جاتا ہے اور اس کی خاطر ہر شے قربان کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ﴾

”اے نبی! کہو کہ یہ اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی ہے کہ یہ چیز اس نے بھیجی، اس پر تو لوگوں کو خوشی منانی چاہیے، یہ ان سب چیزوں سے بہتر ہے جنہیں لوگ سمیٹ رہے ہیں۔“

جب ایمان کی مٹھاس دل کی چاشنی کے ساتھ گھل مل جائے تو رات یا دن کا کوئی بھی لمحہ یا کوئی بھی گھڑی ہو، آدمی اپنے آپ کو اپنی تمام تر حرکات و سکنات میں اپنے خالق و مالک، اپنے مددگار اور اپنے آقا کے ساتھ محسوس کرتا ہے۔ اسی لیے اللہ کے پیغمبر ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم ہر لحظہ یہ کلمات کہتے رہیں کہ

مٹھاس اسے اپنے دل میں محسوس ہوتی ہے۔“

اسی طرح حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جس شخص کے اندر تین چیزیں ہوں گی، وہ ایمان کی مٹھاس کو پالے گا: ایک یہ کہ اللہ اور اس کا پیغمبر ﷺ اسے ہر چیز کی بہ نسبت زیادہ محبوب ہوں۔ دوسرے یہ کہ اگر کسی سے محبت کرے تو محض اللہ کی خاطر محبت کرے اور تیسرے یہ کہ کفر میں واپس جانے کو اسی طرح ناپسند کرے جیسے اسے آگ میں گرنا ناپسند ہو۔“

ایمان کی مٹھاس ایک گراں قیمت چیز ہے اور اس کے بڑے بابرکت اثرات ہیں۔ ایمان کی مٹھاس کی گراں مانگی یہ ہے کہ اللہ اور اس کا پیغمبر آدمی کو دوسری ہر شے کی بہ نسبت زیادہ پیارے ہو جاتے ہیں۔ اللہ بلحاظ قرآن اور پیغمبر بلحاظ سنت مومن کو دوسری ہر چیز سے زیادہ

ہو گئے ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا ہے۔“

حضرت ضعیب بن عدی رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں ایمان کی لذت نصیب ہوئی تھی۔ انہیں جب پھانسی دی جانے والی تھی تو ان سے پوچھا گیا کہ ”کیا آپ کو پسند ہے کہ آپ کی جگہ پر محمد (ﷺ) ہوتے اور آپ اپنے گھر میں سکون سے ہوتے؟“

تو انہوں نے جواب دیا: ”اللہ کی قسم! مجھے تو یہ بھی پسند نہیں کہ میں اپنے اہل و عیال اور بچوں میں ہوتا اور مجھے دنیا کی ہر نعمت میسر ہوتی اور اس کے بدلے میں رسول اللہ (ﷺ) کو ایک کاٹنا بھی چھ جاتا۔“

ایک ایسی ہی عورت جس نے ایمان کی مٹھاس چک لی تھی، جب اسے خبر ملی کہ نبی کریم (ﷺ) جنگ احد میں

ایک عورت جس نے ایمان کی مٹھاس چک لی تھی، جب اسے خبر ملی کہ نبی کریم (ﷺ) جنگ احد میں شہید کر دیئے گئے ہیں تو وہ میدان جنگ کی جانب روانہ ہوئی، جہاں اسے پتا چلا کہ اس کا والد، بھائی، خاوند اور بیٹا سب شہید ہو چکے ہیں تو اس کی زبان پر ایک ہی سوال ابھرا کہ ”اللہ کے پیغمبر (ﷺ) کا کیا حال ہے؟“

کہ ”اللہ کے پیغمبر (ﷺ) کا کیا حال ہے؟“ پھر جب اس کی نگاہ حضور (ﷺ) پر پڑی تو وہ مطمئن ہو گئی اور کہنے لگی: ”اے اللہ کے پیغمبر (ﷺ)! آپ (ﷺ) کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت سچ ہے۔“

”جو شخص ایمان کی مٹھاس چک لیتا ہے اگر اس کے ایک ایک انگ کو کاٹ دیا جائے تو وہ تب بھی اپنے دین سے ذرہ برابر بھی نہیں ہٹتا۔“

مشرکین حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے سینے پر چٹان رکھ دیا کرتے تھے تاکہ وہ ایمان چھوڑ دیں لیکن ان کی زبان پر یہی الفاظ ہوتے تھے کہ ”اُحد، اُحد، نرد صمد“

روم کا بادشاہ ہرقل جس نے حضور (ﷺ) کا زمانہ پایا تھا، اس نے ابوسفیان سے سوال کیا کہ ”کیا اس نبی کے پیروکاروں میں کوئی اپنے دین سے نفرت کرتے ہوئے اس سے پھرتا بھی ہے؟“ ابوسفیان نے جواب دیا کہ ”نہیں“ تو ہرقل نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا: ایمان کی یہی کیفیت ہوتی ہے جب اس کی مٹھاس دل کے اندر رچ بس جائے۔“

جانے کو ناپسند کرتا ہے۔ کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو ”کنارے پر رہ کر اللہ کی بندگی کرتے ہیں، اگر فائدہ ہوا تو مطمئن ہو گئے اور اگر کوئی مصیبت آگئی تو اُلٹے پھر گئے، ایسے لوگوں کی دنیا بھی گئی اور آخرت بھی۔“

اگر دنیا ملے تو ایمان لے آتے ہیں اور دنیا ہاتھ نہ آئے تو ایمان سے دستبردار ہو کر پہلی حالت کی جانب لوٹ جاتے ہیں۔ لیکن سچا مومن دنیا کے ملنے یا نہ ملنے سے متاثر نہیں ہوتا، دل کا مضبوط ہوتا ہے، افلاس ہو یا تو نگری، تنگدستی ہو یا خوشحالی، بیماری ہو یا تندرستی وہ ہر حال میں نوازنے والا ہوتا ہے۔

جن لوگوں کو ایمان کی مٹھاس نصیب ہوئی ہے وہ اس کی لذت کو اپنے الفاظ میں بیان کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک کا کہنا ہے:

”میرے دل پر بعض اوقات ایسے لمحات آتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ اگر اہل جنت کو یہی لمحات میسر ہوں گے تو یقیناً وہ نعمتوں میں ہوں گے۔“

جبکہ دوسرے کا کہنا ہے:

”دنیا میں بھی ایک جنت ہے جو اس جنت میں داخل نہیں ہوا وہ آخرت کی جنت میں بھی داخل نہیں ہو سکے گا۔“

اسی طرح ایک تیسرے آدمی کا کہنا ہے:

”ایمان دل میں ایک خوشی اور لذت کو جنم دیتا ہے، جسے یہ لذت نصیب نہ ہو وہ یا تو ناقص الایمان ہے یا ایمان سے محروم ہے اور ان لوگوں میں داخل ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

”یہ بدوی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ان سے کہو، تم ایمان نہیں لائے، بلکہ یوں کہو کہ ہم مطیع

محبوب ہوتے ہیں اور جب آدمی کا اپنا مفاد شریعت سے لگائے تو وہ شریعت کو اور اللہ کی رضا کو مقدم رکھتا ہے اور اللہ اور اس کے پیغمبر (ﷺ) کی فرمانبرداری کو اپنی خواہش پر ترجیح دیتا ہے۔ یوں اس کا بالکل محبوب صرف اللہ تعالیٰ ہوتا ہے اور یہی وہ مقام ہے جہاں پر آدمی کا دل مکمل طور پر اللہ سے لگ جاتا ہے۔

اللہ کے پیغمبر (ﷺ) سے محبت کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کرنے یا چھوڑنے کا ہر کام صرف آپ (ﷺ) کے چراغ نبوت سے حاصل کرے اور صرف آپ ہی کے طریقے پر چلے حتیٰ کہ اپنے دل میں آپ (ﷺ) کے کسی فیصلے کے بارے میں کوئی شک محسوس نہ کرے اور سخاوت، ایثار، بردباری اور تواضع وغیرہ جیسی تمام صفات میں آپ (ﷺ) کے اخلاق پر چلے۔

اسی طرح ایمان کی مٹھاس کی گراں مانگی یہ بھی ہے کہ آدمی اگر کسی سے محبت کرے تو محض اللہ کی خاطر کرے یعنی اپنے تمام تعلقات کی بنیاد ایمان پر رکھے، مومنوں سے محبت کرے خواہ وہ

کمزور اور غریب ہوں اور نافرمانوں اور مشرکوں سے نفرت کرے خواہ وہ طاقتور اور مالدار ہوں۔

اللہ کی خاطر محبت کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ یہ محبت اچھائی ملنے سے زیادہ نہ ہو اور برائی ملنے سے اس میں کمی نہ آئے۔ مذکورہ حدیث اسلامی اخوت کا مفہوم بڑی گہرائی سے بیان کر رہی ہے کہ یہ اخوت اس وقت تک خالص، مضبوط اور سودمند نہیں ہو سکتی جب تک اس میں للہیت، اور رضائے الہی نہ پائی جائے۔

سچا اسلامی بھائی چارہ اس وقت تک ایمان کی حلاوت سے آشنا نہیں ہوتا، جب تک اس میں تقویٰ کا عنصر شامل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿الْإِنَّمَا يُوَفَّىٰ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدْوًا إِلَّا الْمُتَّقِينَ﴾

”وہ دن جب آئے گا تو متقین کو چھوڑ کر باقی سب دوست ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔“

اسی طرح ایمان کی مٹھاس سے آشنا آدمی کفر میں وہم جانے کو اسی طرح ناپسند کرتا ہے جیسے آگ میں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو۔ اللہ کی قسم! تم میں سے کوئی شخص اگر احد پہاڑ کے برابر بھی اللہ کی راہ میں سونا خرچ کر دے تو وہ میرے صحابی کے آدھا مد خرچ کیے گئے سونے کے برابر بھی ثواب کو نہیں پہنچ سکتا۔“ (صحیح البخاری: 3673)

مشاجرات صحابہ

بعض کمرہا فرماتے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان ہونے والے تنازعات کو بنیاد بنا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہیں۔ وہ ایک گروہ کی تائید کرتے ہیں تو دوسرے کو اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا ایسا جرم ہے جو انسان کو اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

”جس شخص نے میرے صحابہ کو سب و شتم کا نشانہ بنایا اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔“ (السلسلة الصحيحة: 339/5)

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کا موقف یہ ہے کہ مشاجرات صحابہ کے بارے میں خاموشی اختیار کی جائے۔ ان کے درمیان جو تنازعات تھے ان کو بنیاد بنا کر کسی ایک صحابی کو بھی سب و شتم کا نشانہ نہیں بنایا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اور وہ جانتا تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان تنازعات ہوں گے مگر اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ اللہ ان سے راضی ہے۔ جب اللہ کی رضا ان کو حاصل ہے تو پھر ہمیں بھی ان کے بارے میں اچھے کلمات ہی کہنے چاہئیں۔ اسی چیز کا اللہ تعالیٰ نے بھی حکم دیا ہے۔



اللہ کی قسم! رات کو قیام کرنے والے اپنے رب سے جو محاسن پاتے ہیں، وہ بھولوبھول سے زیادہ لذت والی ہوتی ہے۔ روزے رکھ کر بھی سلف صالحین خوب لذت حاصل کرتے تھے، اسی طرح حج کی لذت اور بیت اللہ کی محبت وہ چیزیں ہیں جو حجاج کرام کو سفر کی صعوبتیں اور مشکلات برداشت کرنے کیلئے آمادہ کر دیتی ہیں۔ اور ذکر الہی کی لذت کے کیا ہی کہنے! فرمان الہی ہے:

﴿أَلَا يَذْكُرُ اللَّهُ تَنْظِمِينَ الْقُلُوبَ﴾ (الرعد)
”یاد رکھو کہ ذکر الہی سے ہی دلوں کو اطمینان ملتا ہے۔“

تلاوت قرآن کی اپنی ایک لذت ہے، اسی لئے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:
”اگر تمہارے دل پاک ہوں تو کبھی بھی کلام الہی سے تمہارا دل نہ بھرے۔“
فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ أَذَاكَ الْآخِرَةُ وَ سَعَى لَهَا سَعِيهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَئِكَ كَانَ سَعِيَهُمْ مَشْكُورًا﴾ (الإسراء)

”اور جو لوگ بھی آخرت کی تمنا رکھتے ہوئے ایمان کی حالت میں اس کے لیے کوشش کریں گے تو انہیں لوگوں کی جدوجہد قابل قدر ہوگی۔“

وَمَا عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

بقیہ صحابہ کرام

یعنی صحابہ کرام کے دور میں جو اعمال کا طریقہ کار تھا اسی پر چلنے میں کامیابی ہے۔ اگر لوگ اپنی سوچ کے مطابق عمل کریں گے تو ان کے اعمال قابل قبول نہیں ہوں گے۔ اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ 2: 137 میں بیان کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کے وجود کو اس امت کے لیے امان قرار دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس طرح ستارے آسمان کے لیے امان ہیں اسی طرح میرے صحابہ میری امت کے لیے اس زمین پر امان ہیں۔ جب یہ چلے جائیں گے تو امت کو فتنوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ (صحیح مسلم: 2531) یعنی جیسے ہی صحابہ کا وجود اس زمین سے اٹھ جائے گا تو پھر فتنہ اور فساد برپا ہونا شروع ہو جائے گا۔

جب مسلمان ایمان کی محاسن پالے تو وہ ایک دوسرا انسان بن جاتا ہے، اس کی زندگی کا اور ہی رنگ ہوتا ہے جس کی بنیاد نوازش پر ہوتی ہے، اس کی خوشی نوازش میں ہوتی ہے، لینے میں نہیں، اور وہ دوسروں کے لیے نفع رسانی کا باعث بنتا ہے۔

ایمانی محاسن کی علامات میں یہ شامل ہے کہ: مؤمن دل کی گہرائی سے یہ عقیدہ رکھے کہ رزق اللہ کے ہاتھ میں ہے، اور جو چیز اللہ اپنے بندے کو دے دے، اسے کوئی روک نہیں سکتا، اور کوئی بھی ذی روح چیز اپنا رزق اور عمر پوری کرنے سے پہلے نہیں مر سکتی۔

فرمان الہی ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أَنِثَى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (النحل)
”مرد ہو یا عورت کوئی بھی ایمان کی حالت میں نیک عمل کرے گا، ہم اسے خوشحال زندگی سے نوازیں گے، اور ان کے اچھے اعمال کے بدلے میں انہیں ضرور اجر و ثواب عطا کریں گے۔“

دوسرا خطبہ

حمد و ثناء کے بعد:

اے بندگان الہی! ایمان کی لذت تمام عبادات میں پائی جاتی ہے! اسی لئے کسی نے کہا ہے: ہر لذیذ چیز کی لذت ایک بار ملتی ہے، لیکن عبادت کی لذت تین بار ملتی ہے: عبادت کرتے ہوئے، عبادت کو یاد کرتے ہوئے، اور عبادت کا اجر وصول کرتے ہوئے۔

خشوع و خضوع کیساتھ ادا کی ہوئی نماز کی اپنی ایک لذت ہے، حتیٰ کہ نماز آنکھوں کی ٹھنڈک، روح کیلئے نعمت اور دل کیلئے جنت بن جاتی ہے۔ دنیاوی امور میں پھنس کر دل کو اس وقت تک چین نہیں ملتا جب تک نماز میں داخل نہ ہو جائے۔ اسی لئے امام المتقین رضی اللہ عنہم نے فرمایا: (اے بلال! ہمیں نماز کے ذریعے راحت پہنچاؤ)

صحابہ کرام تابعین، اور سلف صالحین کے ہاں تہجد کا عظیم مقام تھا اور انہیں تہجد میں بے پناہ لذت حاصل ہوتی تھی۔ چنانچہ ان میں سے ایک کا کہنا ہے کہ: اللہ کی قسم! اگر رات کا قیام نہ ہوتا تو میں دنیا میں رہنا پسند ہی نہ کرتا،

اہل حدیث کے نامہ روز

ڈاکٹر عبدالمسیح صاحب ناظم نشر و اشاعت مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع سیالکوٹ کو مفت روزہ ”اہل حدیث“ کا ضلع سیالکوٹ کے لیے نامہ روز خصوصی مقرر کیا ہے۔ احباب جماعت ”اہل حدیث“ سے متعلقہ امور میں ان سے رابطہ کریں۔

(ادارہ) رابطہ: 0302-2001716

حالت میں نبی ﷺ سے ملاقات بھی ہوئی۔

۳۔ رسول اللہ ﷺ پر ایمان:

شرف صحابیت کو پانے کے لیے تیسری شرط یہ ہے کہ وہ شخص ایمان بھی نبی ﷺ پر لائے۔ دور نبوت میں ایسے لوگ موجود تھے جو ایمان دار تو تھے مگر ان کا ایمان نبی ﷺ پر نہیں بلکہ دوسرے انبیاء پر تھا، مثلاً: بحیرہ راہب۔ اس نے ہر مشکل موقع پر نبی ﷺ کی حمایت کا اعلان تو کیا تھا مگر اس کا ایمان عیسیٰ علیہ السلام پر تھا نبی ﷺ پر نہیں۔ گویا صحابی ہونے کے لیے صرف ایمان دار ہونا ضروری نہیں کہ کسی بھی نبی پر ایمان ہو، بلکہ نبی ﷺ پر ایمان لانا شرط ہے۔

۴۔ اسلام پر موت:

چوتھی شرط یہ ہے کہ اس شخص کی موت بھی اسلام پر ہو۔ کچھ لوگ ایسے تھے جو اسلام تو لائے مگر پھر مرتد ہو گئے اور اسی ارتداد پر ان کی موت واقع ہوئی، مثلاً: عبداللہ بن خطل اسلام تو لایا مگر پھر مرتد ہو گیا۔ مرتد ہونے کے بعد نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بہت تنگ کرتا اور اشعار میں ان کی جھوکتا۔ فتح مکہ کے وقت نبی ﷺ نے فرمایا: ابن خطل جہاں بھی ملے اسے قتل کر دینا۔ ایک صحابی نے آکر بتایا: ”یا رسول اللہ ﷺ! ابن خطل بیت اللہ کے غلاف کے ساتھ لپٹا ہوا ہے“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے قتل کر دو۔“ (صحیح البخاری: 1846)

محترم قارئین! کسی بھی شخص کے صحابی ہونے کے لیے ان چار شرائط کا ہونا ضروری ہے۔ جس میں یہ چار شرائط پائی جاتی ہوں وہ صحابی ہے۔ اور وہ بہت زیادہ مقام و مرتبہ کا حامل ہے۔

”سب سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے“ اس کے بعد میرے صحابہ اور تابعین کا زمانہ بہترین زمانہ ہے۔“ (صحیح البخاری: 3650)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کی فلاح و کامیابی اس کے پہلے دور میں ہے۔“ (صحیح مسلم: 1844)

تحریر
حافظ بشیر صدیق

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تعریف فضائل اور مشاجرات

۱۔ نبی ﷺ سے ملاقات:

صحابیت کے ثبوت کے لیے ضروری ہے کہ اس شخص کی نبی ﷺ سے ملاقات ثابت ہو۔ یہ ملاقات خواہ ایک لمبا عرصہ ہو، جیسے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، ایک طویل عرصہ نبی ﷺ کے ساتھ رہے، خواہ یہ ملاقات چند لمحات پر مشتمل ہو۔ ایک شخص میدان جہاد میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: ”یا رسول اللہ ﷺ! میں پہلے جہاد کروں یا اسلام قبول کروں؟“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پہلے اسلام قبول کرو پھر قتال کرنا۔“ اس آدمی نے لکھ پڑھا اور اسی وقت دشمن کے خلاف لڑنا شروع ہو گیا۔ لڑتے لڑتے وہ اسی معرکے میں شہید ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”کسی بھی شخص کے صحابی ہونے کے لیے چار شرائط کا ہونا ضروری ہے۔ جس میں یہ چار شرائط پائی جاتی ہوں وہ صحابی ہے اور وہ بہت زیادہ مقام و مرتبہ کا حامل ہے۔“

”اس آدمی نے عمل تو تھوڑا کیا ہے مگر اجر بہت زیادہ پا گیا ہے۔“ (صحیح البخاری: 2808) گویا اس صحابی کا نبی ﷺ کے ساتھ ملاقات کا دورانیہ چند لمحات پر مشتمل تھا۔

۲۔ لقاء بحالت ایمان ہو:

صحابی ہونے کے لیے دوسری شرط یہ ہے کہ نبی ﷺ کے ساتھ یہ ملاقات ایمان کی حالت میں ہو۔ اس لیے کہ صرف ملاقات ہونا کافی نہیں بلکہ ایمان کی حالت میں ملاقات ہونا ضروری ہے۔ کفار و شرکین آپ ﷺ سے ملتے تھے مگر ایمان نہیں لائے، اس لیے وہ صحابہ کرام میں شمار نہیں ہوں گے۔ اسی طرح منافقین بھی نبی ﷺ کے ساتھ رہتے تھے مگر ان کا ایمان صرف ظاہری تھا باطنی نہیں تھا، دلی طور پر وہ ایمان نہیں لائے تھے۔ اس لیے ان کا شمار بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں نہیں ہوگا۔ صحابی صرف وہی شخص ہوگا جو صحیح طور پر ایمان لایا اور ایمان ہی کی

مدد تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

وَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٥٧﴾ (التوبة)

”اللہ ان لوگوں سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔ اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی عظیم کامیابی ہے۔“ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے امت کے عظیم گروہ صحابہ کرام کا ذکر کیا ہے۔ قرآن و حدیث میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بہت سارے فضائل بیان ہوئے ہیں۔

ہم اختصار کے ساتھ ان کو بیان کریں گے مگر اس سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ صحابی کے کہتے ہیں؟ عموماً تو یہی سمجھا جاتا ہے کہ نبی ﷺ کے کسی بھی ساتھی کو صحابی کہا جاتا ہے مگر صحابی کی یہ تعریف ناکافی ہے۔ اس لیے ہم صحابی کی تعریف مثالوں سے واضح کریں گے تاکہ صحابی کا نام لیتے وقت یہ تعریف ہمارے ذہن میں ہو کہ صحابی کسے کہتے ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی جامع تعریف کی ہے۔

وہ لکھتے ہیں:

[مَنْ لَقِيَ النَّبِيَّ ﷺ مُؤْمِنًا بِهِ وَمَاتَ عَلَى الْإِسْلَامِ]

”جو نبی ﷺ سے جہاد میں ملا ہو کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان رکھتا ہو اور اس کی موت بھی اسلام پر ہوئی ہو۔“

(نزهة النظر في توضيح نخبة الفکر، ص: 31)

مندرجہ بالا تعریف میں صحابیت کے ثبوت کے لیے چار شرائط ہیں۔ ذیل میں ان کی مختصر وضاحت دی جا رہی ہے:

ماہ محرم کی شرعی حیثیت

محرم

جناب ڈاکٹر فضل الرحمن المدنی رحمہ اللہ

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کے موقع پر ایک خطبہ دیا جس میں آپ نے فرمایا:

”زمانہ گھوم گھما کر اپنی ہیئت پر آگیا ہے جس پر اس دن تھا جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کی تھی۔ سال کے بارہ مہینے ہیں جن میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں تین مہینے مسلسل ہیں: ذی قعدہ ذی الحجہ اور محرم (اور چوتھا مہینہ) رجب مضر ہے جو جمادی الثانیہ اور شعبان کے درمیان ہے۔“ (صحیح بخاری و مسلم)

اس معنی کی حدیثیں سیدنا ابو ہریرہؓ، سیدنا ابن عمر اور سیدنا ابن عباسؓ وغیرہ سے بھی مروی ہیں۔ (دیکھیے

محرم الحرام کا مہینہ ایک محترم اور تاریخی اعتبار سے بڑی اہمیت کا حامل مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں جن اعمال و عبادات کی فضیلت وارد ہے اگر مسلمان ان کو بجالانے لگیں تو ان کی آخرت سنور سکتی ہے۔ اس ماہ میں اہل ایمان کو جو فوج و نصرت اور کامیابی و کامرانی حاصل ہوئی اور اسلامی تاریخ نے جو موڑ لیا اور پھر قوم مسلم کامیابی و سر بلندی کی شاہراہ پر اس طرح چل پڑی کہ اس کے سامنے کوئی قوم نہ نک سکی اور نہ اس کا راستہ روک سکی۔ اگر مسلمان اس پر غور کریں اور کتاب و سنت کے نصوص کو مد نظر رکھیں تو واپسی کو ترک کر کے پھر عزم و حوصلہ کے ساتھ وہ تاریخ کا رخ موڑ سکتے ہیں۔ اس واسطے مناسب

معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے سامنے اس ماہ کے فضائل و برکات پر روشنی ڈالی جائے۔ ہم جب کتاب و سنت کے نصوص پر غور کرتے اور تاریخ کا

ان بارہ مہینوں میں سے چار مہینے حرمت و عظمت والے ہیں اور یہ چاروں مہینے ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب ہیں

الدر المنثور: ۴/ ۸۳ وما بعدہ

الف: مہینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک بارہ ہے نہ اس سے کم نہ اس سے زیادہ۔ اس میں ان مشرکین عرب کی تردید ہے جو اپنی مرضی سے کبھی سال تیرہ مہینے کا اور کبھی بارہ مہینے چھپیں دن کا بنا لیتے تھے۔ اسی طرح ان لوگوں کی بھی تردید ہے جو اپنی مسلسلوں کی خاطر ان مہینوں میں تقدیم و تاخیر اور رد و بدل کیا کرتے تھے۔

ب: عربی قمری سال کے یہ مہینے (محرم، صفر، ربیع الاول، ربیع الثانی، الخ) نئے نہیں بلکہ یہ بہت قدیم ہیں جب اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کی اسی وقت ان بارہ مہینوں کو بھی مقرر کر کے لوح محفوظ میں لکھ دیا۔

ج: یہ مہینے اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ ہیں اس واسطے ان

جائزہ لیتے ہیں تو اس ماہ کے درج ذیل فضائل و خصوصیات معلوم ہوتی ہیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَغْلِبُوا فِيهِمْ أَنْفُسَكُمْ﴾ (التوبة: ۳۶)

”مہینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک اس دن سے جب سے اس نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کی کتاب اللہ اور لوح محفوظ میں بارہ ہے۔ ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں یہی دینِ قیم ہے پس ان میں تم اپنے نفسوں پر ظلم نہ کرو۔“

اور صحیحین وغیرہ میں حضرت ابوبکرؓ سے روایت

کی اور ہجری سال کی جو ان مہینوں پر مشتمل ہے دیگر مہینوں اور سنوں کی بہ نسبت بڑی اہمیت اور فضیلت ہے اور مسلمانوں کو جہاں تک ہو سکے اپنے کاروبار اور خطوط وغیرہ میں اسلامی سال اور اس کی تاریخوں کو ہی استعمال کرنا چاہیے۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ سیدنا عمرؓ کے زمانے میں جب مسلمانوں کے لیے ایک اسلامی سن کے تقرر کا مسئلہ زیر غور آیا تو سیدنا عمرؓ اور صحابہ کرامؓ نے یہودیوں اور عیسائیوں وغیرہ کے سن کو اختیار نہیں کیا حالانکہ یہ سن موجود تھے بلکہ تادلہ خیالات اور مشورہ کے بعد اسلامی مہینوں اور اس کے مہینوں کو منتخب فرمایا۔ اہل اسلام نے ہمیشہ اسی سال اور تاریخ کو استعمال کیا۔ چنانچہ آپؐ سیرت و تراجم اور تاریخ کی کتابوں کو دیکھے جائیں سب میں اسی سن اور تاریخ کا استعمال ملے گا۔ مگر افسوس کہ آج اکثر مسلمانوں نے اسلامی کیلنڈر ہجری سال اور اس کے مہینوں کے استعمال کو ترک کر دیا ہے اور عیسوی سن کو استعمال کرنے لگے ہیں۔ حتیٰ کہ سعودی عرب کو چھوڑ کر مسلم حکومتیں بھی اپنے یہاں عیسوی سن کو استعمال کرتی ہیں اور ہجری سن کو انہوں نے بالکل چھوڑ دیا ہے جو ایک بہت بڑی غفلت اور غلطی ہے۔ تمام مسلمانوں کو عموماً اور مسلم حکمرانوں و مسلم ممالک کو خصوصاً اس پر توجہ دینا چاہیے۔

ان بارہ مہینوں میں سے چار مہینے حرمت و عظمت والے ہیں اور یہ چاروں مہینے ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب ہیں اس واسطے تمام مسلمانوں کو ان کا احترام کرنا چاہیے اور ان میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں اور اعمال صالحہ کرنا چاہئیں اور برائیوں سے اجتناب کرنا چاہیے۔

یوں تو مسلمانوں کو ہر دن اور ہر مہینے جنگ و جدال اور ذنوب و معاصی سے احتراز کرنا چاہیے اور غنا ہوں کا ارتکاب یا نیکیوں کو ترک کر کے اپنے نفس پر ظلم نہیں کرنا چاہیے مگر ان مہینوں میں خصوصی طور پر معاصی اور جدال و قتال سے احتراز کرنا چاہیے۔ ﴿فَلَا تَغْلِبُوا فِيهِمْ أَنْفُسَكُمْ﴾ (التوبة) اس لیے کہ جیسے کہ خصوصاً مہینوں اور ایام میں نیکیوں کی خصوصی اہمیت و فضیلت ہے اسی

یہ روزہ رکھتے تھے پھر جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہاں بھی آپ نے روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی اس کا حکم دیا پھر جب رمضان کے روزے فرض کیے گئے تو آپ نے اس کا حکم دینا اور تاکید کرنا ترک کر دیا اور جو چاہتا یہ روزہ رکھتا اور جو چاہتا نہ رکھتا۔“ (بخاری و مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عاشوراء کے دن کی تعظیم قریش بھی کرتے تھے اور وہ اس دن کا روزہ بھی رکھتے تھے۔ علامہ ابن قیم زاد المعاد میں فرماتے ہیں:

”بلاشبہ قریش اس دن کی تعظیم کرتے تھے اور اسی دن کعبہ کو خلاف پہناتے تھے اور اس دن روزہ رکھنا اس کی مکمل تعظیم کی وجہ سے تھا۔“ امام قرطبی فرماتے ہیں:

”شاید قریش اس کے روزے کے سلسلہ میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام جیسے ماضی کے کسی نبی کی شریعت پر اعتماد کرتے تھے۔“

بہر حال قریش یوم عاشوراء کی تعظیم کرتے تھے اور اس کا روزہ رکھتے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی ہجرت سے قبل اس کا روزہ رکھتے تھے پھر رسول اللہ ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہاں یہود کو بھی دیکھا کہ عاشوراء کا روزہ رکھتے ہیں۔ ان سے اس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ یہ بڑا عظیم دن ہے۔ اس دن اللہ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو بحالت نبوت بھیجا اور ان کی قوم کو اس دن کا روزہ رکھنا اور انہیں موسیٰ علیہ السلام نے شکرانہ کے طور پر اس دن کا روزہ رکھا اور ہم لوگ بھی اس کا روزہ رکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”تم لوگوں کی بہ نسبت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی متابعت کے زیادہ حق دار ہم لوگ ہیں۔“

پھر آپ ﷺ نے خود روزہ رکھا اور مسلمانوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

حدیث کے الفاظ ہیں:

عن ابن عباس ان النبی ﷺ قدِمَ الْمَدِیْنَةَ فَوَجَدَ الْیَهُودَ صِیَّامًا یَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا هَذَا الِیَوْمِ

سنا اس شخص کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرتے ہوئے سنا اس حال میں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! ماہ رمضان کے بعد آپ مجھے کس ماہ کے روزے رکھنے کا حکم دیتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اگر رمضان کے بعد روزے رکھنا چاہو تو محرم کے روزے رکھو کیونکہ یہ اللہ کا مہینہ ہے۔“

اس حدیث میں بھی آپ نے اس ماہ کو ”اللہ کا مہینہ“ کہا ہے اور رمضان المبارک کے بعد اگر کوئی روزہ

آپ ﷺ کے ان روزوں کے اہتمام کا حال یہ تھا کہ ہجرت سے قبل بھی آپ قریش کے ساتھ عاشوراء کے روزے رکھا کرتے تھے۔

رکھنا چاہے تو اسے حکم دیا کہ وہ ماہ محرم کے روزے رکھے۔
صوم عاشوراء سے ایک سال گزشتہ کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں:

یہ تو اس ماہ کے عمومی روزوں کی فضیلت ہوئی مگر خاص طور سے عاشوراء کے روزوں کی اور زیادہ فضیلت ہے ان سے ایک سال گزشتہ کے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ عاشوراء کے روزوں کی وجہ سے وہ ایک سال گزشتہ کے گناہوں (صغیرہ) کو معاف فرمادے گا۔“ (مسلم)

رسول اللہ ﷺ عاشوراء کے روزوں کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ کو میں نے عاشوراء کے روزوں اور رمضان کے روزوں کے علاوہ فضیلت کے کسی دن کے روزے کا اتنا اہتمام کرتے نہیں دیکھا۔“ (متفق علیہ)

آپ ﷺ کے ان روزوں کے اہتمام کا حال یہ تھا کہ ہجرت سے قبل بھی آپ قریش کے ساتھ عاشوراء کے روزے رکھا کرتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”عاشوراء کے دن کا روزہ قریش جاہلیت میں رکھتے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی ہجرت سے قبل

محرم کے روزوں میں گناہوں کے ارتکاب اور عیبوں کے ترک کی بھی خصوصی قباحت اور خطرناکی ہے اور انہی میں سے یہ چار حرمت والے مہینے بھی ہیں۔ (الدر المنثور: ۱۸۷/۴)

بہر حال آیت کریمہ اور احادیث نبویہ سے معلوم ہوتا ہے کہ چار مہینے شریعت اسلامیہ کی نگاہ میں خصوصی عظمت و حرمت کے حامل ہیں اور ان مہینوں میں ماہ محرم کا مہینہ بھی ہے۔ اس واسطے مسلمانوں کو ماہ محرم کا خصوصی احترام کرنا چاہیے اور حتی الامکان اس میں گناہوں اور جنگ و جدال سے اجتناب کرنا چاہیے۔

یہ اللہ کا مہینہ ہے اور اس کے روزوں کی فضیلت:
اس ماہ کی دوسری اور تیسری فضیلت یہ ہے کہ اسے رسول اللہ ﷺ نے ”اللہ کا مہینہ“ کہا ہے اور اس ماہ کے روزوں کی اور خاص طور پر عاشوراء کے روزے کی احادیث میں بڑی فضیلت وارد ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”رمضان المبارک کے بعد سب سے افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے روزے ہیں اور فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز (یعنی تہجد کی نماز) ہے۔“ (رواہ مسلم)

اس حدیث میں ایک تو اس ماہ کو رسول اللہ ﷺ نے ”شہر اللہ“ یعنی اللہ کا مہینہ قرار دیا ہے جو اس کی عظمت اور شرف و منزلت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اس کی اضافت اللہ کی جانب اس کی تشریف و تعظیم پر دلالت کرتی ہے اور اس مہینہ کے علاوہ کسی اور مہینہ کو کتاب و سنت میں ”شہر اللہ“ نہیں کہا گیا۔

دوسرے اس ماہ کے روزوں کو آپ نے رمضان المبارک کے روزوں کے بعد سب سے افضل روزے قرار دیا ہے جسے فرض نمازوں کے بعد تہجد کی نماز کو سب سے افضل نماز قرار دیا ہے۔

سین الیود اور سنن الدارمی میں نعمان بن سعد سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ان سے دریافت کیا کہ رمضان کے بعد آپ مجھے کس ماہ کے روزے رکھنے کا حکم دیتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں نے ایک آدمی کے ہوا سنی کو اس بارے میں سوال کرتے نہیں

الَّذِي تَصُومُونَ؟ فَقَالُوا: هَذَا يَوْمٌ عَظِيمٌ
أُنْجَا اللَّهُ فِيهِ مُوسَى وَغَرَّقَ فِرْعَوْنَ
وَقَوْمَهُ، فَصَامَهُ مُوسَى شُكْرًا فَتَحَنَّنَ
نَصُومُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَتَحَنَّنَ
أَحَقُّ وَأَوْلَى بِمُوسَى مِنْكُمْ، فَصَامَهُ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ (متفق عليه)
بخاری کی بعض روایتوں میں ہے: [نَحْنُ نَصُومُهُ
تَعْظِيمًا] ”ہم اس کی تعظیم میں روزہ رکھتے ہیں۔“

منہ اجماع (۲/۲۶۰) میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

”یہ وہ دن ہے جس میں نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری تھی تو انہوں نے شکر یہ کے طور پر روزہ رکھا۔“

ان روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا نوح علیہ السلام اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے بھی اس دن روزہ رکھا اور قریش و یہود بھی اس کا روزہ رکھتے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے

بھی اس کا روزہ رکھا اور مسلمانوں کو بھی اس کا حکم دیا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کی مزید تاکید کی اور لوگوں کو برابر اس کا حکم دیتے اور اس پر ابھارتے رہے

حتیٰ کہ سیدہ رقیہ بنت معوذہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشوراء کی صبح انصار کی بستیوں میں یہ کہلا بھیجا کہ

”جو صبح سے روزہ سے ہو وہ اپنے روزہ کو مکمل کرے اور جو صبح سے روزہ سے نہ ہو وہ اس وقت سے باقی دن کا روزہ رکھے۔“ اس کے بعد ہم سب لوگ اس کا روزہ رکھتے تھے اور اپنے چھوٹے بچوں کو بھی روزہ رکھواتے تھے۔ ہم ان کے لیے اون کے رنگین کھلونے بنا کر انہیں مسجد لے جاتی تھیں اور جب ان میں سے کوئی کھانے کے لیے رونے لگتا تو ہم اسے یہ کھلونے دے دیتیں یہاں تک کہ افطار کا وقت ہو جاتا۔“ (بخاری و مسلم)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ ہمیں یوم عاشوراء کے روزوں کا تاکید حکم دیتے، ہمیں اس کی ترغیب دیتے، ہمارا

حال چال معلوم کرتے اور نصیحت فرماتے۔ پھر جب رمضان کے روزے فرض کر دیے گئے تو نہ آپ ﷺ نے ہمیں اس کا پہلے کی طرح حکم دیا اور نہ منع ہی فرمایا۔“ (مسلم)

ان حدیثوں سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ پہلے عاشوراء کا روزہ فرض تھا پھر رمضان کے روزوں کی فرضیت کے بعد اس کی فرضیت منسوخ ہو گئی البتہ اس کا استحباب اور اس کی فضیلت برقرار رہی۔ یہی امام ابو حنیفہؒ، امام احمدؒ (ایک روایت میں) ابن القیمؒ حافظ ابن حجرؒ اور امام مالکؒ وغیرہ کا مذہب ہے اور یہی رائج ہے۔

اس کے استحباب اور فضیلت کے باقی رہنے کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ آخری عربی تک اس کا اہتمام فرماتے رہے۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”چار چیزیں رسول اللہ ﷺ کبھی ترک نہیں فرماتے تھے ① عاشوراء کے روزے ② عشرہ ذی الحجہ کے روزے ③ ہر مہینے کے تین دن (ایام بیض) کے روزے ④ فجر سے پہلے کی

اس مہینہ کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے ”شہر اللہ“ کہا ہے۔ اس کے روزوں کی اور خاص طور سے یوم عاشوراء کے روزوں کی اہمیت اور فضیلت متعدد احادیث سے ثابت ہے۔

دور کعتیں۔ (رواہ النسائی و احمد)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

جب رسول اللہ ﷺ نے عاشوراء کے دن کا روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی رکھنے کا حکم دیا تو انہوں نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول (ﷺ)! یہ تو ایسا دن ہے جس کی تعظیم یہود و نصاریٰ کرتے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میں اگلے سال زندہ رہا تو نویں تاریخ کا بھی روزہ رکھوں گا۔“ (مسلم)

ایک اور روایت میں ہے:

”یعنی اگلے سال ہم ان شاء اللہ نویں تاریخ کو بھی روزہ رکھیں گے۔“ مگر اسے سال کے عاشوراء کے آنے سے قبل ہی آپ کا انتقال ہو گیا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”عاشوراء کا روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت کرو اور

ایک دن اس سے قبل یا ایک دن اس کے بعد بھی روزہ رکھو۔“ (مسلم احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ آخری عربی تک عاشوراء کے روزے کا اہتمام فرماتے رہے البتہ جب یہود و نصاریٰ نے آپ کی نبوت کے تمام دلائل کے واضح ہو جانے کے بعد بھی مکابہ سے کام لیا اور آپ پر ایمان نہیں لائے اور اللہ کی جانب سے ان کی مخالفت کا آپ کو حکم ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے توجہ دلانے پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگلے سال اگر ہم زندہ رہے تو ان کی مخالفت کی خاطر نویں تاریخ کو بھی روزہ رکھیں گے اور لوگوں کو حکم دیا کہ تم عاشوراء کا روزہ رکھو مگر یہود کی مخالفت کرو اس طرح کہ اس کے ساتھ ایک روزہ اور ملا لو اور نو دن محرم کے یا دس اور گیارہ محرم کے روزے رکھو اور بعض روایتوں میں ہے: [صُومُوا يَوْمًا قَبْلَهُ أَوْ يَوْمًا بَعْدَهُ] ”اس سے ایک دن پہلے اور ایک دن بعد بھی روزے رکھو۔“

اسی واسطے بعض علماء نے کہا کہ عاشوراء کے روزوں کے تین درجے ہیں سب سے اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ نو دس اور گیارہ محرم کے روزے رکھے جائیں۔ اس کے بعد دوسرا درجہ یہ ہے کہ نو اور دس

محرم کے روزے رکھے جائیں۔ تیسرا اور آخری درجہ یہ ہے کہ صرف دس محرم کا روزہ رکھا جائے۔ بعض علماء کا قول یہ ہے کہ سب سے اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ نو اور دس محرم کے روزے رکھے جائیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اسی کا ارادہ فرمایا تھا۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ دس اور گیارہ کا روزہ رکھا جائے کیونکہ آپ نے فرمایا: ”یہود کی مخالفت کرو اور ایک دن اس سے پہلے یا ایک دن اس کے بعد روزہ رکھو۔“ اور انہوں نے کہا کہ جو بعض روایتوں میں [يَوْمًا قَبْلَهُ أَوْ يَوْمًا بَعْدَهُ] ہے اس میں ”وَاد“ ”اَوْ“ کے معنی میں ہے اس طرح دونوں روایتیں ایک معنی میں ہو جائیں گی اور دونوں میں کوئی تعارض نہ ہوگا۔

بہر حال اس مہینہ کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے ”شہر اللہ“ کہا ہے۔ اس کے روزوں کی اور خاص طور سے یوم عاشوراء کے روزوں کی اہمیت اور فضیلت کچھ متعدد احادیث سے ثابت ہے۔ رسول

قربانی دے سکتا ہے، خاندان اور قبیلہ سے علیحدگی اختیار کر سکتا ہے لیکن وہ اپنے دین اور عقیدہ کو ترک نہیں کر سکتا۔ یہ واقعہ مظلومی ویکسی اور پھر صبر و استقامت اور ثبات قدمی کی ایک زبردست مثال پیش کرتا ہے اور بتلاتا ہے کہ مظلوم و بے کس انسان کس طرح اپنے مشن میں کامیاب ہو سکتا ہے اور مصائب و آلام سے نکل کر کس طرح کامرانی و شادمانی حاصل کر سکتا ہے۔

واقعہ ہجرت میں مخفی انہی دروس و پیغامات کی بنا پر خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور اس وقت کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے اسلامی سن کی بنیاد قرار دیا اور ماہ محرم کو اس کا پہلا مہینہ منتخب کیا۔



ماہ اکتوبر میں مرکزی جمعیت روڈیالہ جڑانوالہ کی تبلیغی سرگرمیاں

- ① ۱۹ ستمبر کا خطبہ جمعہ المبارک حضرت مولانا محمد سرفراز حیدر خطیب جوہر آباد نے ارشاد فرمایا۔
- ② مرکزی جامع مسجد اہل حدیث روڈالہ میں مستقل خطبہ جمعہ المبارک مولانا محمد سرفراز حیدر آف جوہر آباد ارشاد فرمایا کریں گے اور قاری عبدالرحمن بطور مدرس خدمات انجام دیں گے۔
- ③ مرکزی جمعیت اہل حدیث روڈالہ نے قافلہ کی صورت میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس اور سالانہ سیرت کانفرنس جڑانوالہ میں بھرپور شرکت فرمائی۔
- منجانب: مجاہد زبیر مرکز جمعیت اہل حدیث روڈالہ جڑانوالہ

فلسطین پر سیدنا سلیمان علیہ السلام کی تخت نشینی کے ایک پر شکوہ واقعہ سے وابستہ ہے۔ بکری سن راجہ بکر ماجیت کی پیدائش کی یادگار ہے۔ رومی سن سکندر فاتح اعظم کی پیدائش کو واضح کرتا ہے۔ لیکن اسلامی سن ہجری عہد نبوت کے ایک ایسے واقعہ سے وابستہ ہے جس میں یہ سبق پنہاں ہے کہ اگر مسلمان اعلائے کلمۃ الحق کے صلہ میں تمام اطراف سے مصائب و آلام میں گھر جائے، ہستی کے اکثر لوگ اس کے دشمن اور درپے آزار ہو جائیں، قریبی رشتہ دار اور اعزہ و اقارب بھی اس کو ختم کرنے کا عزم کر لیں اور ساتھی اور دوست و احباب بھی اسی طرح کی تکالیف میں مبتلا کر دیئے جائیں اور اس کی آواز حق کو جبراً روکنے کی کوشش کی

اس ماہ کی پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ اسے ہجری سال کا پہلا مہینہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔

جائے تو اس وقت مسلمان کیا کرے؟ اس کا حل اسلام نے یہ نہیں تجویز کیا کہ کفر اور باطل کے ساتھ مصالحت کر لی جائے، تبلیغ حق میں مداہنت اور رواداری سے کام لیا جائے اور اپنے عقائد و نظریات میں لچک پیدا کر کے ان میں گھل مل جایا جائے تاکہ مخالفت کا زور ٹوٹ جائے، بلکہ اس کا حل اسلام نے یہ تجویز کیا کہ ایسی ہستی اور شہر پر حجت تمام کر کے وہاں سے ہجرت کر جائے۔ یہ واقعہ ہمیں یہ پیغام دیتا ہے کہ ایک مسلمان اپنے گھر بار سے دست بردار ہو سکتا ہے، اپنے مال و متاع کی

اللہ تعالیٰ نے اس کا ہمیشہ اہتمام فرمایا، اس کا حکم دیا اور عاشوراء کے روزوں کو ایک سال گزشتہ کے صغیرہ گناہوں کا کفارہ قرار دیا۔

یہ ہجری سال کا پہلا مہینہ ہے:

اس ماہ کی پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ اسے ہجری سال کا پہلا مہینہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اس کے آتے ہی ہجرت نبوی (جو اسلامی تاریخ کا ایک عظیم الشان واقعہ ہے) کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ سن ہجری کی بنیاد آنحضرت ﷺ کے واقعہ ہجرت پر ہے، سن ہجری کے مہینوں کا وجود تو ابتدائے آفرینش سے ہے اور رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں بھی ان مہینوں کا استعمال ہوتا تھا جیسا کہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ میں رمضان شوال ذی قعدہ ذی الحجہ اور محرم وغیرہ کے تذکرے سے معلوم ہوتا ہے۔ مگر اسلامی سن (سن ہجری) کا تقرر اور آغاز ۱۷ ہجری میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہوا۔ فتح الباری میں ہے کہ

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ یمن کے گورنر تھے ان کے پاس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان آتے تھے جن پر تاریخ درج نہیں ہوتی تھی۔ ۱۷ ہجری میں سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو وجہ دلانے پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کیا اور ان کے سامنے یہ مسئلہ رکھا اور تبادلہ خیالات کے بعد یہ طے پایا کہ اسلامی سن کی بنیاد ہجرت کے واقعہ کو بنایا جائے اور اس کی ابتداء ماہ محرم سے کی جائے۔ کیونکہ ۱۳ نبوت کے ذی الحجہ کے بالکل اخیر میں مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کا منصوبہ طے کر لیا گیا تھا اور اس کے بعد جو چاند طلوع ہوا وہ محرم کا تھا۔ (فتح الباری شرح باب التاريخ ومن این اربعۃ التاريخ: ۳/۳۸۸، طبع دہلی)

آگے بڑھنے سے پہلے آئیے ذرا اس پر بھی تھوڑا سا غور کر لیں کہ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہجرت کے اس واقعہ کو اسلامی سن کی بنیاد قرار دینے اور اس مہینہ کو اسلامی سن کا پہلا مہینہ قرار دینے میں کیا حکمت اور مصلحت ہے اور انہوں نے ایسا کیوں کیا؟ مذاہب عالم میں اس وقت جس قدر سنین مروج ہیں وہ عام طور سے کسی مشہور انسان کے یوم ولادت کی یاد دلاتے ہیں یا کسی واقعہ مسرت و شادمانی سے وابستہ ہیں جس سے نسل انسانی کا بظاہر کوئی فائدہ نہیں، مثلاً عیسوی سن کی بنیاد سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی یوم ولادت ہے۔ یہودی سن

اہل حدیث صحافت پاکستان میں

از قلم: بشیر انصاری ایم اے محمد شاہد حنیف

صحافت خصوصاً دینی صحافت میں اہل حدیث کا کردار ملک و ملت کی تعمیر و ترقی، جس میں رسائل کی خدمات کا جائزہ دینی علمی اور ادبی رسائل و جرائد اور ان کے مدیران کے تعارف اور خدمات پر مبنی تحقیقی کتاب زیر تہیہ ہے۔ (ادارہ)

501 ویں سالانہ اہل حدیث کانفرنس سیالکوٹ

بتاریخ 14، 15، 16 نومبر 2014ء بروز جمعہ/ہفتہ/اتوار بمقام مرکزی جامع مسجد اہل حدیث پل ایک سیالکوٹ۔

ملک بھر سے علماء کرام تشریف لائیں گے۔ ان شاء اللہ العزیز!

الداعیان الی الخیر: ملک اورنگ زیب صدر مرکزی جامع مسجد اہل حدیث پل ایک سیالکوٹ۔

ملک اعجاز احمد (ناظم کانفرنس) 0345-6753553

سے تھامے رکھا۔

برصغیر ہند میں تحریک مسلک اہل حدیث کی یہی داستان ہے جس کو ہمارے مخدوم ڈاکٹر محمد بہاء الدین صاحب پیش فرما رہے ہیں۔ تاریخ اہل حدیث کا گم شدہ اور نایاب قسم کا ہزاروں صفحات پر مشتمل مواد جوں جوں منظر عام پر آ رہا ہے مسلک حق کے حاملین کی خوشیوں میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ انہیں یہ احساس ہو رہا ہے کہ موجودہ اہل حدیث جماعت کی وسعت کے پیچھے ہماری جماعت کے بزرگوں کی محنت اور جدوجہد کا فرما ہے۔

یہ داستان لذیذ بھی ہے درد بھری بھی ہے ایمان افروز بھی ہے اور سبق آموز بھی۔ اگر ہمارے ان بزرگوں نے یہ محنت نہ کی ہوتی اور یہ قربانیاں نہ دی ہوتیں تو آج ہم قرآن وحدیث پر عمل کرنے والے نہ ہوتے نہ جانے ہم کیا ہوتے۔ آج انڈیا، پاکستان، بنگلہ دیش اور دنیا بھر میں کروڑوں کی تعداد میں اہل حدیث بستے ہیں اور ان کی ہزاروں مساجد اور مدارس ہیں تو حقیقت میں یہ ہمارے انہی بزرگوں کی کاوشوں، محنتوں اور قربانیوں کا نتیجہ ہے۔

فجزاهم اللہ عنا وعن جميع المسلمين خیرا!!

برصغیر میں آج سے تقریباً دو سال قبل کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو اندازہ ہوگا کہ اجتہادورائے کے مقابلے میں حدیث پیش کرنے والے کی زبان کھینچی جاتی تھی۔ رفع سبابہ پر انگلی

مسلک اہل حدیث کے پیروکار دنیا کے کونے کونے میں پھیل چکے ہیں۔ اور بلا خوف لومۃ لائم قرآن وحدیث کی صداائیں بلند کر رہے ہیں۔

کاٹی جاتی، رفع الیدین کرنے والے پر رفع الایدی ہوا کرتے۔ سینے پر ہاتھ باندھتے اور آمین پابھر کہتے تو انہیں زد و کوب کیا جاتا۔ نیز دیگر سنتوں پر عمل کرنے کی پاداش میں انہیں مساجد سے نکالا جاتا۔ ان کا سوشل بائیکاٹ کیا جاتا۔ ان کے خلاف مقدمات تک قائم کیے جاتے۔ خود ہمارے خاندان ”شیرخان“ نے بھی یہ تکالیف برداشت کی ہیں۔ بیسویں صدی کے ابتداء میں جب میرے دادا جناب ساہوکار شیر خان احمد حسین صاحب مرحوم نے مسلک اہل حدیث کو اختیار کیا تو مادر وطن ادھونی ضلع کرنول آندھرا پردیش انڈیا کی شاہی جامع مسجد میں انہیں اور ان کے رفقاء کو سنت کے مطابق نماز پڑھنے سے روکا جانے لگا۔

تاریخ اہل تشدد.....

...درحقیقت تاریخ اسلام

جناب شیرخان جمیل احمد عری
(نائب ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ)

باپ کے حکم کی پیروی کی جائے گی یا رسول اللہ ﷺ کے حکم کی؟“ (سنن الترمذی) فرما کر اس مسلک پر قائم رہے تو ائمہ کرام نے [إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهُبِي] (عقد الجید) ”صحیح حدیث ہی میرا مذہب ہے۔ یعنی جب بھی صحیح حدیث کا علم ہو جائے تو اسے میرا مذہب سمجھ لیتا۔“ فرما کر مسلک اہل حدیث کو تھامے رکھا۔

پھر چوتھی صدی ہجری میں حضرات ائمہ کرام کے حکم کے برخلاف سیاسی دیگر وجوہات کی بنا پر تقلید ائمہ کا رواج ڈالا گیا جس کی وجہ سے امت محمدیہ کے حصے بخرے ہونے لگے۔ لیکن مسلک اہل حدیث کے علم بردار اصحاب الرائے کے مقابلے میں احادیث پیش کرتے رہے۔ اندھی تقلید کے نقصانات اور مضرات کو کھول کھول کر بتاتے

مسلک اہل حدیث رسول اکرم ﷺ کی وفات ہی کے دن سے وجود میں آچکا تھا۔ اس مسلک کے پہلے علم بردار خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ بلاشبہ نہ خفی تھے نہ شافعی نہ مالکی نہ حنبلی نہ کوئی اور۔ بلکہ صرف اور صرف تبع قرآن وسنت تھے۔ رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کا مسئلہ تھا۔ فتنہ ارتداد اور دیگر وجوہات کی بنیاد پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سمیت لشکر اسامہ کو روک لینے کا مشورہ دیتی ہے لیکن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مسجد نبوی میں جمع کر کے ان کی آراء اور اجتہادات کو بالائے طاق رکھ کر رسول اکرم ﷺ کے فیصلے کو صادر کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت سے مخاطب ہو کر فرمایا:

[وَالَّذِي نَفْسِي أَبِي بَكْرٍ بِيَدِهِ لَوْ ظَنَنْتُ أَنَّ السَّبَّاحَ تَخْطُفُنِي لَأَنْفَذْتُ بَعَثُ أَسَامَةَ كَمَا أَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَوْ لَمْ يَبْقَ فِي الْقُرَى غَيْرِي لَأَنْفَذْتُهُ.] (البدایہ والنہایہ، تاریخ الطبری)

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جان ہے! اگر مجھے یقین ہو جائے کہ مجھے دندنے اٹھالے جائیں گے تو میں پھر بھی اسامہ کا لشکر ضرور روانہ کروں گا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی روانگی کا حکم دیا تھا اور اگر میں مدینہ میں اکیلا رہ جاؤں تو بھی میں اس لشکر کو روانہ کر کے رہوں گا۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے آگے اجتہادات اور رائے کو کوئی اہمیت نہ دیتے ہوئے لشکر اسامہ کو روانہ فرمایا اور مسلک اہل حدیث کی بنیاد رکھی۔ صحابہ کرام تابعین عظام تبع تابعین عظام ائمہ کرام محدثین کرام نے اسی مسلک پر چل کر زندگی گزاری۔ صحابی رسول سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حج تمتع کے متعلق [أَمْرُ أَبِي يَتَّبِعُ أَمْرَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ] ”کیا میرے

رہے۔ جیسے حوالے رائے اور اجتہادات کے مقابلے میں احادیث صحیحہ پیش کرتے رہے جس کی پاداش میں انہیں پتھر کھانے پڑے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں اور کوڑے کھانا پڑے۔ نیز وہ طرح طرح کے مظالم سہتے رہے لیکن احادیث صحیحہ پیش کرنے سے باز نہ رہے۔ آخر ان کا تصور کیا تھا سوائے اس کے کہ وہ کہتے تھے:

﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ (النساء: ۵۹)

”پھر اگر تم کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول (ﷺ) کی طرف۔“ اللہ تعالیٰ نے جن کو توفیق بخشی انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چل کر کتاب وسنت کو مضبوطی

کر رہے ہیں۔ اخلاص کی برکت ہے کہ انڈیا و پاکستان سے مطلوبہ مواد امید سے کہیں زیادہ ملتا جا رہا ہے۔ ماشاء اللہ۔ اور یہ کام وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔ میں تمام مخلصین کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب کے حق میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ آپ سے بقیہ کام بھی مزید اچھے انداز میں لے لے اور آپ کی اس عظیم الشان خدمت کو شرف قبولیت سے نواز کر دنیا و آخرت میں سرخرو فرمائے۔ آمین!



بقیہ

ایک عالم آشنا کا عالم

اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہوا اور راتین فی العلم کی ایک بڑی جماعت تیار ہو گئی۔ شیخ الحدیث مولانا محمد رفیق الاثری حفظہ اللہ (انہوں نے حال ہی میں حضرت رحمہ اللہ کی سوانح عمری لکھی ہے، جو لائق مطالعہ ہے۔) استاذ الحدیث مولانا انس سلفی صاحب، شیخ القرآن مولانا اللہ یار خان صاحب حفظہ اللہ، استاذ الحدیث مولانا حافظ عبدالرشید صاحب ریاستی، شیخ الحدیث مولانا عمر فاروق سعیدی صاحب، شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمن چیمہ صاحب، شیخ الحدیث مولانا ابو محمد ادیس اثری صاحب، ابو نعمان مولانا بشیر احمد صاحب، پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی صاحب اور ان کے علاوہ بہت سے علماء پر مشتمل ایک کھیت تیار ہو گیا جو رہتی دنیا تک اہل کائنات کو آپ کی یاد دلاتا رہے گا۔ (ان شاء اللہ)

چیخڑ خواہاں سے چلی جائے، اسد گر نہیں، وصل تو حسرت ہی سہی



مرکزی جمعیت اہل حدیث رچند (شیخوپورہ) کی سیلاب متاثرین کی امداد

مرکزی جمعیت اہل حدیث رچند شیخوپورہ کے رہنما اور جامع مسجد اہل حدیث رچند کے صدر چوہدری اشتیاق احمد کبہہ اور ان کے رفقاء نے شعبہ خدمت خلق مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کو سیلاب زدگان کی مد میں مبلغ 18,000/- روپے بذریعہ محترم سعید ساجد جماعتی فنڈ میں جمع کروائے۔ اس پر ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

حافظ محمد افضل شیخ شعبہ خدمت خلق پاکستان

کہ
[إذا رأيتم كلامي يخالف الحديث فاعملوا
بالحديث واضربوا بكلامي الحائط]

(عقد الحجد)

”جب میرے کلام کو حدیث کے خلاف پاؤ تو اس کو دیوار کے ساتھ مار دو اور حدیث پر عمل کرو۔“
پر عمل پیرا ہو کر مذہبی گروہ بندیوں کو ترک کر کے قرآن و حدیث کے ہو جائیں۔ یہ طرز عمل اتحاد امت کا ضامن ہو گا اور اسلام کو مزید قوت حاصل ہو گی۔ ہماری اس تاریخ کو کھلے دل سے پڑھیں اور عبرت حاصل کریں۔ یاد رہے کہ مسلک حقہ کے آگے لاکھ بند باندھ دیئے جائیں، انہیں ایک دن ٹوٹنا ہی ہو گا اور قرآن و سنت کے آگے سرگموں ہونا ہی ہو گا۔ کیونکہ یہ طائفہ منصورہ فرمان رسول ﷺ کے مطابق کتاب و سنت کو ہر قیمت پر اور ہر صورت میں تھامے رکھے گا۔“

[لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مَنَ خَذَلَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ ظَاهِرُونَ عَلَى النَّاسِ] (مسند احمد)
”میری امت کی ایک جماعت برابر حق پر غالب رہے گی رسوا کرنے والے ان کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکیں گے، یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے گا اور وہ لوگوں پر غالب رہیں گے۔“

قرآن و حدیث پر عمل کرنا اور کروانا یہی تو دین اسلام ہے۔

اس لیے بجا طور پر تاریخ اہل حدیث درحقیقت تاریخ اسلام ہے۔ معروف محقق اسکار سابق پرنسپل مسلم کالج لندن جناب ڈاکٹر حافظ عبدالعلی حامد اعظمی ازہری حفظہ اللہ نے تاریخ اہل حدیث کی جلد اول کی تقریظ میں یہی لکھا ہے کہ ”یہ کتاب درحقیقت برصغیر میں صرف اہل حدیث کی تاریخ نہیں بلکہ اسلام اور مسلمانوں کی داستان ہے جو ان شاء اللہ تاریخ کے میدان میں ایک سنگ میل ثابت ہوگی۔“

اللہ تعالیٰ محسن جماعت اہل حدیث محترم ڈاکٹر محمد بہاء الدین صاحب رحمہ اللہ کو اجر جزیل عطا فرمائے۔ عدم صحت مختلف پریشانیوں اور الجھنوں کے باوجود نا قابل بیان حد تک دن رات محنت کر کے جماعت کے قرض کو ادا

چونکہ آپ شہر اور علاقے کے بااثر، زمین دار، مالدار، معزز گھرانے کے چشم و چراغ تھے، آپ کا مسجد سے اخراج ممکن نہ تھا، چنانچہ شاہی جامع مسجد کے متولیان نے آپ اور آپ کے چند ساتھیوں کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا۔ یہ ۱۹۲۳ء کی بات ہے۔ دادا محترم نے ادھونی شہر میں تقریباً دو سال مقدمہ کی پیروی کی۔ بالآخر شرعی دلائل کی بنیاد پر دادا محترم کو کامیابی ملی۔ پھر ان متولیان نے ڈسٹرکٹ کورٹ بلہاری میں اپیل دائر کر دی۔ ۲۵ اگست ۱۹۲۵ء کو یہاں سے بھی دادا محترم اور اہل حدیث کے حق میں ہی فیصلہ آیا۔ اس مقدمہ کی تفصیل تاریخ اہل حدیث کا حصہ بننے کے لیے اپنی باری کا انتظار کر رہی ہے۔

ہمارے اسلاف نے ماریں کھا کر، تکلیفیں اٹھا کر، کتاب و سنت کی بالادستی اور ترویج کے لیے جو کوششیں اور محنتیں کی ہیں اسی کا نتیجہ ہے کہ آج ہر طرف قرآن و حدیث کا بول بالا ہے۔ مسلک اہل حدیث کے پیروکار دنیا کے ہر کونے میں پھیل چکے ہیں اور بلا خوف و لومۃ لائم قرآن و حدیث کی صدائیں بلند کر رہے ہیں۔ تقلید مذاہب اور اہل الرائے کے مقابلہ میں حدیث کا علم اس قدر محقق ہو کر منظر عام پر آچکا ہے کہ نئی نسل مسلک حقہ کی طرف خود بخود مائل ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اس صورت حال کو دیکھ کر تقلیدی حلقوں میں ہلچل مچی ہوئی ہے۔ تقلیدی مذاہب کو جوں کا توں رکھنے کی ناکام کوششیں ہو رہی ہیں۔ بڑے بڑے اداروں میں مینٹننگیں ہو رہی ہیں۔ سیمینار منعقد کیے جا رہے ہیں۔ سعودی عرب میں فود بھیجے جا رہے ہیں اور سعودی عرب سے محترم ائمہ حرم اور مشائخ کرام کو اپنے پاس بلایا جا رہا ہے تاکہ غلط شکوے شکایات کے ذریعہ حدیث پر عمل کرنے والوں کو بدنام اور حیران و پریشان کیا جائے۔ یہ بے فائدہ رہیہرل ہے۔ تقلید کے حلق سے کیا ہی بچ کہا گیا ہے:

واهرب عن التقليد فهو ضلالة
إن المقلد في سبيل الهالك
”تقلید سے بھاگیے کیونکہ یہ گمراہی ہے بے شک
مقلد ہلاکت کے راستے پر ہوتا ہے۔“

میں اپنے ان بزرگوں کی خدمت میں مؤدبانہ و خلصانہ عرض کروں گا کہ کتاب و سنت کا علم کافی حد تک محقق ہو کر منظر عام پر آچکا ہے۔ ائمہ کرام کی ہدایت ہے

دستِ اسلام میں باطل کا گریباں !

محرم جناب حمید اللہ خان عزیز

پاکستان کو معرض وجود میں آئے ۶۷ سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ پاکستان جسے اسلام کا قلعہ ہونا چاہیے تھا آج عالمی استعماری طاقتیں اسے اپنے ایجنٹوں کے ذریعے پاکستان سے اسلامائزیشن کی چھاپ ختم کر کے سیکولر اسٹیٹ ڈیکلئیر کرنا چاہتے ہیں۔ اس وقت ہمارا سب سے بڑا مسئلہ اسلامی تشخص کے احیاء اور اس کی بقاء و تحفظ کا ہے۔

پاکستان کی جغرافیائی حدود کفار کے زغے میں ہیں۔ امریکہ نے بلوچستان پر اپنی نظریں جما رکھی جاکیں۔ انڈیا پہلے ہی پاکستان کے حصے بخرے کرنا چاہتا ہے۔ کفریہ طاقتیں پاکستان کو دبانے کے لیے ہر حربہ استعمال کر رہی ہیں۔ ان حالات میں پاکستان چونکہ

حالت جنگ میں ہے پاکستان کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لیے جملہ اہل اسلام کو آگے بڑھ کر سینہ سپر طاقت بن کر کفر کی یلغار اور تلوار کو روکنا چاہیے۔ ہمارے اسلاف کا طریقہ بھی یہی

ہے کہ جب اہل ایمان آزمائش میں مبتلا ہو جائیں تو تمام اقوام اور جمعیاتیں یکسو ہو کر صبر و تحمل کا راستہ اختیار کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے اپنا خصوصی تعلق قائم کرنے اور اپنی زندگیوں میں اسلام کو غالب کرنے کا عزم لے کر اللہ کی مدد و نصرت کے حصول کے لیے پیہم کوشش میں مصروف ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿هَآنَئِذَا تَوَجَّهْتُمْ وَ لَا يُجِيبُكُمْ وَ تَوَجَّهْتُمْ بِالْكَتِبِ كُلِّهِمْ ۚ وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا ۚ وَإِذَا خَلَوْا عَصَوْا عَيْتَكُمْ ۚ الْأَتَّامِلُ مِنَ الْغَيْظِ قُلْ مُؤْمِنُوا بِعَيْتِكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ إِن تَسْتَسْكِمُ حَسَنَةً تَسْؤُهُمْ ۚ وَ إِن تُصِيدُوا ۚ تَتَّقُوا ۚ لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللَّهَ بِمَا

يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۝﴾ (آل عمران)

”دیکھو! تم وہی لوگ ہو کہ تم ان سے محبت رکھتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں رکھتے اور تم ساری کتاب پر ایمان رکھتے ہو اور وہ جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب اکیلے ہوتے ہیں تم تم پر غصے سے انگلیوں کی پوریں کاٹ کاٹ کر کھاتے ہیں۔ کہہ دے! اپنے غصے میں مر جاؤ بے شک اللہ سینوں کی بات کو خوب جاننے والا ہے۔ اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچے تو انہیں بری لگتی ہے اور اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو اس پر خوش ہوتے ہیں اور اگر تم صبر کرو اور ڈرتے رہو تو ان کی خفیہ تدبیر تمہیں کچھ نقصان نہیں پہنچائے

ہم کافروں، ظالموں اور دین کے دشمنوں کا مقابلہ اس صورت میں کر سکتے ہیں جب ہم اپنی زندگیوں کو نبوی منہج پر استوار کیے ہوئے کھڑے ہوں۔ عقیدہ توحید اور رسالت کے معاملہ میں ہم کسی لمحہ بھی سستی یا کمزوری نہ دکھائیں۔

گی۔ بے شک اللہ وہ جو کچھ کرتے ہیں اس کا احاطہ کرنے والا ہے۔“

ہم کافروں، ظالموں اور دین کے دشمنوں کا مقابلہ اس صورت میں کر سکتے ہیں جب ہم اپنی زندگیوں کو نبوی منہج پر استوار کیے ہوئے کھڑے ہوں۔ عقیدہ توحید اور رسالت کے معاملہ میں ہم کسی لمحہ بھی سستی یا کمزوری نہ دکھائیں۔

ہمیں اسلام کو ان بنیادوں پر سمجھنا اور قبول کرنا چاہیے جن پر اللہ تعالیٰ نے اس دین حنیف کو محمد ﷺ پر نازل فرمایا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبِّي عَلَيْكُمْ ۖ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ۚ وَ بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ وَ لَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ ۚ مِنْ أَمْلَاقٍ ۚ نَحْنُ نَرِزُّكُمْ ۚ وَ إِنَّاكُمْ ۚ وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطْنٌ ۚ وَ

لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ ۖ إِلَّا بِالْحَقِّ ۚ ذِكْرُكُمْ ۚ وَصَلُّوا عَلَيْهِمْ ۚ وَ لَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ ۖ إِلَّا بِالْبَيِّنَاتِ ۖ هُوَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۚ وَ آَوْفُوا الْكَيْلَ ۚ وَ الْبَيْزَانَ ۚ بِالْقِسْطِ ۚ لَا تُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَ إِذَا قُلْتُمْ فَاعْدُوا ۚ وَ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۚ وَ يَعْلَمُ اللَّهُ أَوْفُوا ۚ ذِكْرُكُمْ ۚ وَصَلُّوا عَلَيْهِمْ ۚ تَذَكُّرُونَ ۝﴾ (الانعام)

”اے محمد! آؤ میں تمہیں سناؤں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کیا ہے کہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ خوب احسان کرو اور اپنی اولاد کو مفلسی کی وجہ سے قتل نہ کرو اور ہم تم کو رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی۔ بے حیائی کے قریب نہ جاؤ جو ان میں سے ظاہر ہیں اور جو چھپی ہوئی ہیں اور اس جان کو قتل نہ کرو جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے مگر حق کے ساتھ۔ یہ ہے جس کا تاکید حکم تم کو دیا جاتا ہے تا کہ تم سمجھو اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر اس طریقہ سے جو سب سے اچھا ہو یہاں تک کہ

وہ اپنی پچھلی کو پہنچ جائے اور تاپ اور تول کو انصاف کے ساتھ پورا کرو۔ ہم کسی شخص کو تکلیف نہیں دیتے مگر اس کی طاقت کے مطابق اور جب

بات کرو تو انصاف کرو خواہ رشتہ دار ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرو۔ یہ ہے جس کا تاکید حکم اس نے تمہیں دیا ہے تا کہ تم نصیحت حاصل کرو اور یہ کہ بے شک یہی سیدھا راستہ ہے اس پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ تمہیں اس کے راستے سے جدا کر دیں گے۔ یہ ہے جس کا تاکید حکم اس نے تمہیں دیا ہے تا کہ تم بچ سکو۔“

قارئین کرام! یہ اللہ کے فرامین اور احکامات ہیں۔ یہ وہ اسوہ حسنہ اور ضابطہ حیات ہے جو امت مسلمہ کو بنی نوع انسان کے عقائد و افکار، معاملات، معیشت و معاشرت، سیاسیات اور طریقہ زندگی کی تربیت و اصلاح کے لیے بتایا گیا اور ان اصولوں کی بنیاد پر امت کو یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ جب تک وہ اپنی زندگی کو ان

شام کے مظلوم مسلمان

بقیہ

شام کی قومی مجلس نے ایک سال بعد بشاری ظلم کی جو سروے رپورٹ شائع کی ہے وہ اس طرح ہے:

مارچ ۲۰۱۱ء سے لے کر مارچ ۲۰۱۲ء تک صرف ایک سال میں ۱۱۵۰۰ لوگوں کو قتل کیا گیا جن میں ۸۰۰ بچے اور ۶۰۰ عورتیں بھی شامل ہیں۔

اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق لاکھوں لوگ بے گھر اور کیپوں میں پناہ گزین ہیں اور روزمرہ کی ضروریات زندگی سے محروم انتہائی کمپرسی کی حالت میں ہیں۔

جہاں کہیں بھی حکومت کے خلاف پرامن آواز بلند ہوتی ہے فوراً فوج بھیج کر انہیں کچل دیا جاتا ہے۔ توپوں، ٹینکوں کے ذریعہ ان کے مکانات کو تہس نہس کر دیا جاتا ہے۔ عرب لیگ، اسلامک کانفرنس، اقوام متحدہ اور میڈیا میں شائع ہونے والا عالمی برادری کا دباؤ سب کچھ اپنی جگہ پر مگر شام کے یہ باطنی اور نصیری اپنی خباثت اور سنیوں کے خلاف اپنی درندگی سے باز آتے دکھائی نہیں دے رہے۔ بشار کی نصیری اور بعضی فوج اپنے گندے اور گھناؤنے جرائم کو انجام دینے میں ذرہ برابر بھی شرم محسوس کرتے نہیں دکھائی دیتی اور بشاری ظلم کی یہ خونچکان داستان بڑی المناک ہوتی جا رہی ہے۔ ایران اور لبنانی حزب اللہ کے باطنی بھی درپردہ شامی خالموں کے ساتھ سنیوں کے قتل میں مدد کرتے ہوئے اور شدہ دیتے ہوئے نظر آ رہے ہیں لیکن یہ انقلاب گھٹنا ہوا نظر نہیں آ رہا۔ اس نے پورے شام کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ ہر طرف بشاری ظلم کے خلاف آواز اٹھ رہی ہے اور شام کی آزاد فوجیں حکومت کے سامنے جھکنے کے لیے تیار نہیں۔ اللہ ان کی مدد کرے۔ اور انہیں حکومت کے ظالمانہ چنگل سے محفوظ فرمائے۔

خطبہ جمعۃ المبارک

۱۶ اکتوبر ۲۰۱۳ء کا خطبہ جمعۃ المبارک جامع مسجد منزل اہل حدیث فیروز ٹاؤن میں ڈاکٹر پروفیسر امان اللہ بیٹھی صاحب نے حج کی فرضیت، اہمیت اور ادائیگی کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ سامعین نے بیحد پسند کیا۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔ آمین!

منجانب: محمد عمران مجاہد۔ فیروز ٹاؤن (شیخوپورہ)

کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آئے گا، میری امت میں سے ایک گروہ حق پر قائم رہے گا اور فتح یاب ہوگا، ان کی مدد چھوڑنے والے ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے، یہاں تک کہ قیامت آجائے۔“ (کتاب التوحید از امام عبدالوہاب رحمہ اللہ)

نبی ﷺ کے یہ فرمودات مسلمان حکمرانوں، دینی و سیاسی رہنماؤں کے لیے بڑے سبق آموز ہیں۔ اس حدیث سے پتا چلتا ہے کہ امت کی تباہی و بربادی میں زیادہ حصہ مقتدر ہستیوں اور حکمرانوں کا ہے جن کی اقتدار کی ہوس کبھی ختم ہی نہیں ہوتی۔ بلا دست طبقات محض مالی منفعت کی وجہ سے اللہ کے قانون کی پاسداری خود کرتے ہیں نہ اپنے اختیارات استعمال کر کے شرک و کفر جیسی عالمی معاشرتی فساد کی بیخ کنی کے لیے کوئی کردار ادا کرتے ہیں۔ گویا کہ وہ نظام اسلام کے قیام و دفاع میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں جن کو توحید کی بجائے شرک اور سنت کی بجائے بدعات کا نظام پسند ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں، جسے ہم نظر انداز کر لیں۔

بڑے دکھ اور درد کی بات ہے کہ آج ملت کے پیشوا، شرک میں لت پت ہیں، ایسے میں وہ دوسروں کی اصلاح کا بیڑہ کیسے اٹھا سکتے ہیں؟

پاکستان قرآن و سنت کے نفاذ کے لیے قائم ہوا تھا اور پاکستانیوں کا اصل کام غلبہ دین کے لیے کھڑے ہو کر جہاد فی سبیل اللہ کی راہ اختیار کرتے ہوئے پوری دنیا سے طواغیت کا خاتمہ کرنا تھا، جس کی پیشگوئی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں بیان فرمائی ہے:

﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۚ وَ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ۝﴾ (الفتح)

”اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو (نور) ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا ہے کہ وہ اسے (دین حق) کو تمام ادیان (یعنی ان تمام) نظامات زندگی“ جو لوگوں میں دین کی نوعیت رکھتے ہیں، پر غالب کر دے اور اللہ کافی گواہ ہے۔“

بقول شاعر

انقلاب آئے گا مشرق کے سکوں زاروں میں
دست اسلام میں باطل کا گریباں ہو گا



استوں پہ چلتے ہوئے گزاریں گے انہیں ذلت و تباہی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا بلکہ ہلاکت و ہزیمت ان کے منہوں کا حقدار بن جائے گی۔

اس بات کو صحیح مسلم کے حوالے سے ایک روایت میں یوں بیان کیا گیا ہے:

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے لیے سمیٹ دیا مگر میں مشرق و مغرب تک بیک وقت دیکھ رہا تھا اور بلاشبہ میری امت کی حدود مملکت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک مجھے زمین سمیٹ کر دکھائی گئی ہے اور مجھے دو خزانے عطا فرمائے گئے ہیں۔ ایک سرخ اور دوسرا سفید اور میں نے اپنی امت کے بارے میں اپنے رب سے عرض کی اسے ایک ہی قسط سالی سے صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ اور یہ کہ میری امت پر مسلمانوں کے علاوہ کوئی دوسرا خارجہ دشمن مسلط نہ کیا جائے جو مسلمانوں کے بلاد و اسباب کو مباح سمجھے۔ چنانچہ میرے رب نے جواباً فرمایا کہ اے محمد! جب میں کسی بات کا فیصلہ کر لیتا ہوں تو اسے ٹالا نہیں جاتا۔ میں نے تیری امت کے بارے میں تمہیں وعدہ دے دیا ہے کہ اسے ایک ہی قسط سے تباہ نہ کیا جائے گا۔ دوسرا یہ کہ ان کے اپنے افراد کے علاوہ کسی دوسرے کو ان پر مسلط نہ کیا جائے گا کہ ان کے مملوک مال و اسباب کو مباح سمجھ لے اگرچہ یہ کفر کی ساری طاقتیں مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے جمع کیوں نہ ہو جائیں۔ وہاں مسلمان آپس میں ایک دوسرے کو ہلاک اور قیدی بناتے رہیں گے۔

ایک اور روایت میں کچھ الفاظ زائد یوں ہیں:

میں اپنی امت کے بارے میں گمراہ کن لیڈروں (پیشواؤں) سے ڈرتا ہوں اور جب ان میں تلوار چل پڑے گی تو قیامت تک نہ رک سکے گی اور اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک میری امت کی ایک جماعت مشرکوں سے نہ جا ملے اور یہ کہ میری امت کے بہت سے لوگ بت پرستی نہ کر لیں اور یہ کہ میری امت میں تیس جھوٹے دجال پیدا ہوں گے جو سب نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ حالانکہ میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد

اک عالم آشنا کا عالم

جناب مولانا عدیل احمد آزاد

ہے آباد میرے تخیل کی دنیا آمد

حسین آ رہے ہیں حسین جا رہے ہیں

ملتان کے بنگلی شہر شجاع آباد سے تقریباً پینتالیس

کلومیٹر کی مسافت پر جنوب میں ایک چھوٹا سا شہر آباد ہے

جسے بھاپہ پیر والا کہا جاتا ہے۔ شجاع اور چناب کے سنگم

میں واقع یہ شہر اپنی کوئی پہچان نہیں رکھتا تھا۔ بیاس کے

پانیوں نے اس کی زمینوں کو تو آباد کیا مگر سینے آب حیات

کو ترستے رہے۔ یہاں کی سیاست جاگیرداروں کی کینز تھی

اور اقتدار ان کا غلام۔ علم شاہد حریت پسند اور مردِ خال

خال ہی ملتا تھا۔ مذہبی رسوم اور علاقائی رواج نے اسلام کا

لبادہ اوڑھ کر لوگوں کو فریب و دجل میں مبتلا کیا ہوا تھا۔ علم

و حکمت کی سلطنت رو بہ زوال تھی۔ محدثین کا پیغام پہنچا

ضرور تھا مگر پنپ نہ سکا تھا۔

تب اک جوان احمد پور شرقیہ سے آیا نام سلطان

محمود تھا چنا گورا رنگ متوسط میانہ قد ابھرا ہوا سینہ درمیانی

چال جیسی گفتار رفیق طبیعت شفیق مزاج۔ دین و دانش کا

سلطان اپنوں اور غیروں کا تعریف یافتہ اسم با شمس

حال من در جبر سلطان کم تر از یعقوب نیست

او پر گم کردہ باشد دمن پدر گم کردہ ام

یہ تھے مولانا سلطان محمود محدث جلاپوری رحمہ اللہ

تعالیٰ جو جلاپور کی پہچان بن گئے۔ اکٹھ برس تک خون

جگر جلاتے رہے اور دلوں کو شفاف گماں سے سرفراز

کرتے رہے۔ پورے محدثانہ وقار سے حیات مستعار گزار

کر مشعل راہ بن گئے۔

شیخ محترم برصغیر کے متاخرین علماء میں سے ایک

تھے وہ اسلاف کی آخری یادگار تھے۔ اُن کی ذات بزرگ

اجداد کی بہت سی روایات کی حامل تھی۔ علمی وجاہت ارشاد

و ہدایت وعظ و نصیحت درس و تدریس تلاش و مطالعہ اُن

کے روزانہ مشاغل تھے۔ ان دینی اور علمی مناقب کے

ساتھ دین و ملت کی راہ میں اُن کا جان فروشانہ جذبہ اور

مجاہدانہ اخلاص بے مثل و بے مثال تھا۔ ذاتی اخلاق جو

دعا تواضع و انکسار علم و علماء کی عزت صداقت و حق گوئی

ان کے اوصاف گراں مایہ تھے۔

وہ بے کسوں کے بچا مسافروں کے ماویٰ اور

تنگدستوں کے دستگیر تھے۔ عبادت گزار شب زندہ دار اور حق

کے طلبگار تھے۔ جنوبی پنجاب میں ان کی ذات ذی اقتدار

علماء کی حیثیت سے فرد تھی۔ درباری اور بازاری لوگوں کو مذہبی

تحریک میں ڈھال دینا یقیناً ان کا کارنامہ شمار کیا جائے گا۔

لیس من اللہ بمستنکر

أن یجمع العالم فی واحد

”اللہ سے یہ حال نہیں کہ دنیا کو ایک ذات میں جمع

کر دے۔“

شیخ محترم برصغیر کے متاخرین علماء میں سے ایک

تھے وہ اسلاف کی آخری یادگار تھے۔ اُن کی ذات

بزرگ اجداد کی بہت سی روایات کی حامل تھی

مولانا سلطان محمود کون تھے؟

نہنے والے ان کے حامد و اوصاف صفوں میں لکھیں

وہ بیان کرنے والے گھنٹوں میں بیان کریں گے

لیکن اس سارے دفتر کو صرف ایک لفظ میں اگر ادا کرنا

چاہیں تو کہہ سکتے ہیں کہ وہ ہستی جو سرتاپا محبت تھی! خدا

سے محبت رسول سے محبت حدیث و قرآن سے محبت آل

رسول سے محبت اکابر سے محبت دوستوں سے محبت

کارکنوں سے محبت شاگردوں سے محبت عزیزوں سے

محبت اپنے کا ز اور مشن سے محبت۔

خواجه عزیز الحسن غوری مجذوب نے کہا تھا:

یہ ہوتا ہے رخصت غلام محبت

سلام محبت سلام محبت

میرے سامنے لو نہ نام محبت

چھلک جائے گا ہائے جام محبت

ارے اک نظر اس طرف بھی خدا را

مقام ادب ہے مقام محبت

زباں سے وہ کچھ ہی کہے جائیں مجھ کو

نگاہ دے رہی ہے پیام محبت

خدا تجھ کو مجذوب رکھے سلامت

تجھی سے ہے دنیا میں نام محبت

وہ محبت کے انسان تھے اسی ادا نے انہیں طاق

و مشہور آفاق بنا دیا تھا۔ وہ دعوت و ارشاد کے مسند نشین بھی

تھے اور میدان تبلیغ کے شہسوار بھی۔ تن تہا دور دور تک قال

اللہ وقال الرسول کی صدائیں دینے جایا کرتے تھے۔

سواری کے لیے ایک عدد گھوڑی اپنے پاس رکھتے تھے۔

مجاہدانہ شان سے سفر کرتے مبلغانہ گفتار اپناتے

اور غازیانہ آن سے لوٹے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک

مرتبہ گھوڑی سے گر گئے جسم پر معمولی چوٹ آگئی بے

ساختہ زبان سے نکلا کہ چلو آج سرور کائنات ﷺ کی اس

سنت پر بھی عمل ہو گیا۔

جو اسی راہ کے راہی ہوتے ہیں

انہیں پتہ ہوتا ہے کہ کیسی کیسی

صعوبتوں سے پالا پڑتا ہے۔

کتنے دشمن پیدا ہوتے ہیں اور

کتنے مار آتین راہ میں حائل

ہوتے ہیں۔ کیسے کیسے طوفان

انھتے ہیں اور وحشتیں انگڑائیاں لیتی ہیں۔ جب امتحانات

آتے ہیں تو انسان بھلے وقتوں کے دوستوں کی طرف آس

و امید سے دیکھتا ہے تب اگر نظر سے نظر نہ ملے تو انسان

بیوہ کی کلائیوں کی طرح بے یار و مددگار ہو جاتا ہے۔ شیخ

محترم کا یہ وصف تھا کہ ایسے عالم میں بھی وہ اپنے مالک

و مولا کی طرف متوجہ ہوتے مصنوعی سہاروں سے گریزاں

اور ناامیدی سے کوسوں دور رہتے تھے۔

حضرت الاستاذ مولانا محمد رفیق الاثری حفظہ اللہ

تعالیٰ بتلایا کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جلاپور کے مضافات

سے ایک دیہاتی تقریر کے لیے وقت لینے آیا۔ شیخ محترم

علیہ الرحمہ نے حسب منشا وعدہ کر لیا۔ وقت مقررہ سے

پہلے علاقے کا رئیس بگڑ گیا۔ اس نے کہا وہابیوں کا مولوی

لا زوال عزیمت اور علو ہمت کی دلیل ہے۔

اسی طرح حمیت بھی آپ کی کتاب زندگی کا نہایت روشن عنوان ہے۔ اسی حمیت نے تقلید آباء کی مخالفت کا جذبہ پیدا کیا۔ جس کی آسودگی اس وقت تک نہ ہوئی جب تک لوگ تقلید کے بندھن سے آزاد نہیں ہو گئے۔ انجمن اہل حدیث کا قیام جامعہ دارالحدیث محمدیہ کی تعمیر و ترقی میں یہی روح کام کرتی رہی اور یہی آپ کو سدا جوان اور مستعد و سرگرم رکھے ہوئے تھی۔ اسی نے سینکڑوں ہزاروں آدمیوں کو متحرک بنا رکھا تھا۔ یہی حمیت ہی تھی کہ جس نے آپ سے دشمن اسلام طاقتوں کے درمیان جوش و خروش اور ولولہ سے کام لیا۔ قوت نازلہ کرتے تو محسوس ہوتا کہ محراب میں شگاف پڑ جائیں گے الفاظ نہیں ہیں بلکہ شرارے ہیں جو آپ کے دل سے نکل رہے ہیں۔ یہی حمیت ہی تھی جو کسی منکر شرعی اور خلاف سنت فعل کو دیکھنے کی روادار نہ تھی، جس کی آنچ اور حرارت آس پاس بیٹھنے والوں کو اکثر محسوس ہوتی تھی۔ امر ربی اور حکم رسالت پر کسی زبان و تہذیب کسی دستور و قانون (Personal Law) اور کسی حاکم و جابر کی بات کو ترجیح نہ دینا اُن کی حمیت دینی کا جزو لا ینفک تھا۔

اُن کی اس سطوت ایمانی، غیرت اسلامی، بلند نگاہی، مصائب و آلام پر صبر و استقامت کو ”حمیت و عزیمت“ کے الفاظ سے بہتر الفاظ (بشرطیکہ ان کے صحیح وزن اور درجہ حرارت کو سمجھا جائے) نہیں مل سکتے۔ ان کی داستان حیات ”حمیت و عزیمت“ سے عبارت ہے۔ اس داستان میں دارورسن کے نوے بھی ہیں اور شعر و سخن کے زمرے بھی۔ دوستوں کی محبتیں بھی ہیں اور دشمنوں کی گھاتیں بھی، زمانہ طالب علمی کی یادیں بھی ہیں اور دیدہ و دل کی فریادیں بھی۔ ہجر کی یادیں بھی ہیں اور وصل کی باتیں بھی، آنسوؤں کی مالا بھی ہے اور آہوں کا ہالہ بھی، زلف و زنجیر کے رشتے بھی ہیں اور زخم و مرہم کا ناٹھ بھی۔

دامان باغباں سے کف گل فروش تک! بکھرے پڑے ہیں سینکڑوں عنوان مرے لیے آپ مسند تدریس و تبلیغ حدیث نبوی ﷺ کے تاجدار تھے۔ اشتغال حدیث کا یہ عالم تھا کہ شب و روز کی آٹھ یا دس ساعتیں سنت رسول ﷺ پڑھنے پڑھانے اور سمجھنے سمجھانے کی نذر تھیں۔ تدریس سے ایسا شغف تھا کہ

قرآن اور ورود حدیث کا زمانہ یاد آ جاتا تھا۔ بلاشبہ وہ سرانیکی زبان کے منجھے ہوئے عظیم خطیب تھے۔ غالب جیسے قادر الکلام شاعر نے کہا تھا کہ دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے ایک جامع فضائل شخصیت کے بارے میں یہ اندازہ لگاتا بہت مشکل ہوتا ہے کہ اس کے فضائل و کمالات میں مرکزی اور نمایاں صفت کونسی ہے جس کو اس شخصیت کی کلید قرار دیا جائے اور جس سے اس کی زندگی اور خصوصیات کو سمجھنا آسان ہو جائے۔ شیخ رحمہ اللہ کو بہت سے لوگ ایک عظیم مبلغ کی حیثیت سے جانتے ہیں اور بہت سے لوگ ایک جلیل القدر استاذ حدیث، ماہر انساب و رجال کی حیثیت سے جانتے ہیں اور اس میں شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات کو ان تمام کمالات سے آراستہ کیا تھا۔

لیکن میری کوتاہ نظر میں دو صفیں شیخ مرحوم کی زندگی میں کلیدی حیثیت رکھتی ہیں جنہوں نے آپ کو اپنے معاصرین میں ممتاز بنایا، ایک

عزیمت اور دوسری حمیت۔ یہ عزیمت ہی تھی کہ آپ نے علماء و اہل درس کے حلقہ سے قدم باہر نکالا اور لوگوں کے گھروں اور دروں تک پیغام نبوت لے کر پہنچے۔ عین اس وقت جب شرک و بدعت کی سلطنت کا آفتاب نصف النہار پر تھا، کلمہ توحید کو بلند کرنا، اتباع سنت کا نعرہ رستخیز لگانا یقیناً افضل جہاد اور آپ کی عزیمت کا عملی ثبوت تھا۔ آپ کا مجاہدانہ بائکپن اور جان فروشانہ کردار ”کلمۃ حق عند سلطان جائز“ کا مصداق تھا۔

پھر یہ عزیمت آپ کی پوری زندگی میں نمایاں ہے فرائض کی ادائیگی، نوافل و مستحبات کی محافظت، مخالف ماحول میں معمولات کی پابندی، وعدوں کا ایفاء، دور دراز کے جلسوں اور اجتماعات میں شرکت اور اس کے لیے ہر طرح کی صعوبتیں برداشت کرنا۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ دارالحدیث کے اسباق کی پابندی کرنا اور کتابوں کی تکمیل کرنا۔ مہمانوں کی میزبانی کرنا، مختلف الطبائع اشخاص کے ساتھ ضیافت و اکرام سے پیش آنا۔ ایک مستقل مجاہدہ

یہاں تقریر کرنے نہیں آ سکتا۔ اگر وہ آیا تو انجام اچھا نہ ہو گا۔ وہ جاگیر دار سمجھتا تھا کہ بکاؤ ملاں ہوگا، جھک جائے گا۔ اور دھمکیوں سے مرعوب ہو جائے گا۔ مگر یہاں تو ابن تیمیہ کا فرزند تھا، عبداللہ بن مبارک کا روحانی بیٹا تھا، ابن حنبل کے قافلہ حریت کا پنچڑا ہوا مسافر تھا۔ توحید و سنت کا شیدائی تھا۔ کیسے رک جاتا، ڈٹ گیا، کہا جاؤں گا؟! رب کا قرآن بھی سناؤں گا اور محمد ﷺ کا فرمان بھی پہنچاؤں گا۔

جتنی جتنی ستم دہر سے کھاتا ہے شکست

دل جواں اور جواں اور جواں ہوتا ہے

لوگوں کا سیلاب اُٹھ آیا۔ ایک خلقت جمع ہو گئی۔ اپنوں پر اپنوں نے دیکھا کہ وہ توحید خالص کا پرستار، دین کامل کا علمبردار اور احیاء سنت کا طلبگار خطاب کر رہا تھا۔ ان کے رواں رواں میں رسول انام ﷺ کا عشق پیوست

ایک جامع فضائل شخصیت کے بارے میں یہ اندازہ لگانا بہت مشکل ہوتا ہے کہ اس کے فضائل و کمالات میں مرکزی اور نمایاں صفت کونسی ہے؟

تھا۔ وہ بول رہا تھا اور لوگ اشک بار آنکھوں سے اس کا خطاب سن رہے تھے۔ وہ کوئی عام انسان نہ تھا۔ ایک بے نوا سلطان، ہنر، علوم ادبیہ کا یگانہ علوم عربیہ کا خزانہ، علوم القرآن کا واقف اسرار، قرآن مقدس کا دانائے رموز، دنیا کی دولت سے بے نیاز اہل دنیا سے مستثنیٰ انسانوں کے رد و قبول اور عالم کی داد و تحسین سے بے پروا، گوشہ علم کا معترف، اپنی دنیا کا آپ بادشاہ۔

جب وہ بولتا تھا تو گویا بات کو سننے والوں کے دلوں کی تہہ تک چھوڑ کر آتا تھا۔ سننے والے اپنے آپ کو محسوس پاتے تھے۔ توحید، اتباع سنت، اور فضائل صحابہ جیسے موضوعات پر خوب بولتے تھے۔ آیات قرآنیہ کے موتی پروتے، فرامین نبوت چن چن کر لاتے اور واقعات کو دلنشین انداز سے بیان کرتے تھے۔ سننے والوں کا بیان ہے کہ جب حضرت الشیخ علیہ الرحمہ تقریر فرماتے تو محسوس ہوتا کہ ہم صحابہ کے دور میں چلے گئے ہیں۔ انتہائی سادہ، سہل انداز تکلم تھا اور بات دل میں اتر جاتی تھی۔ نزول

ان کے فیضان کا سیلاب سری لنکا کے جزیروں سے افغانستان کے ریزاروں تک موجیں لیتا رہا پاکستان اور بیرون پاکستان سے سینکڑوں تشکلات علم نے اس سے اپنی پیاس بجھائی۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کم سخن لیکن وسیع النظر عالم تھے۔ ان کی مثال اس سمندر کی سی تھی جس کی اوپر کی سطح ساکن لیکن اندر کی سطح موتیوں کے گراں قیمت خزانوں سے معمور ہوتی ہے۔

وسعت نظر، قوت حافظہ اور کثرت حفظ میں بے مثال تھے۔ ان کو زندہ کتب خانہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ شاید ہی کوئی کتاب، مطبوعہ ہو یا قلمی ان کے مطالعہ سے بچی ہو۔ اسباق کی تدریس ہو یا تعلیم مطالعہ کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ بغیر مطالعہ دونوں کا حصول ناممکن و محال ہے۔ وہ مطالعہ کی خود بھی پابندی کرتے اور طلباء سے بھی پابندی کراتے۔ عصر کی نماز کے بعد اسباق کی دہرائی کراتا اور بعد نماز عشاء مطالعہ کی نگرانی کرنا بڑھاپے تک معمول رہا۔

”حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا“

الحمد للہ! راقم الحروف کو کراچی تا خیبر تمام علماء کی

برداشت نہ کرتے تھے۔ سخت تنبیہ فرماتے تھے، استاذ ذمہ مولانا ابو محمد ادریس اثری حفظہ اللہ ایک مرتبہ فرما رہے تھے کہ سخت سردی کا موسم ہوتا اور ہم شیخ رحمہ اللہ سے بلوغ المرام یا غالباً بخاری پڑھا کرتے تھے ہر ساتھی اپنی اپنی باری کے مطابق ان پر حدیث کی قراءت کرتا۔ غلطی سے احتیاط کا عالم یہ ہوتا کہ جب سبق ختم ہوتا اور قاری علی الشیخ اٹھتا تو پسینے کی وجہ سے بیٹھنے کی جگہ بھیگ جاتی تھی۔

وہ علوم حدیث کے حافظ اور نکتہ شناس تھے۔ علوم ادب میں بلند پایہ اور معقولات میں انتہائی ماہر تھے۔ شعر و سخن سے بہرہ مند اور زہد و تقویٰ میں کامل تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنی نوازشوں کی جنت میں ان کا مقام ارفع کرے کہ مرتے دم تک علم و اخلاص کے اس شہید نے قال اللہ وقال الرسول کا نعرہ بلند رکھا۔ اسباب و وسائل اس کی راہ نکلنے رہ گئے اور وہ گزر گیا۔ ان کا علم سینہ بہ سینہ تھا۔ وہ حافظے کے بادشاہ تھے۔ افسوس کہ جو کچھ اس سینہ میں تھا سینہ میں منتقل نہ ہو سکا۔ وہ سینے تو نور علم سے لبالب بھر گئے جنہوں نے اس سینہ کو دیکھا تھا مگر..... آج کے تشنہ سینوں کو سیراب کون کرے.....؟؟

وسعت نظر، قوت حافظہ اور کثرت حفظ میں بے مثال تھے۔
ان کو زندہ کتب خانہ کہنا بے جا نہ ہوگا شاید ہی کوئی کتاب
مطبوعہ ہو یا قلمی ان کے مطالعہ سے بچی ہو

صحبت حاصل ہے۔ ہر مدرسہ اور جامعہ کو اپنی مادر علمی سمجھتا ہوں۔ مگر دست بستہ عرض ہے کہ ہمارے مدارس میں مطالعہ کا بہت فقدان ہے۔ شیخ رحمہ اللہ مطالعہ کو بڑی اہمیت دیتے تھے۔ اس کے عدم کو تعلیم و تدریس دونوں کے لیے زہر قاتل سمجھتے تھے۔ پختہ علمی

استعداد کے لیے اس پر مواظبت فرماتے تھے۔ سستی اور کاہلی پر سخت گرفت فرماتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے گلشن (جامعہ دارالحدیث محمدیہ جلالپور پیر والا) میں وتر بیت پانے والا ہر گل اپنی الگ پہچان اور خوشبو رکھتا ہے۔

شیخ مرحوم و مغفور طلبہ پر انفرادی توجہ رکھتے تھے اور مغفل و مشکل عبارتوں کا حل، پیچیدہ صیغوں کی تعلیل، نحوی الجھنوں کا سد باب، منطقی قضایات اور ان کے نتائج، ان سب کا چند سطر عبارت میں ایسا حل پیش کرتے کہ تشریح ہو جاتی۔ مزید کچھ وضاحت و توضیح کی چنداں ضرورت نہ رہتی۔ درسی کتابوں کی تدریس میں انہیں ید طولی حاصل تھا۔ آپ کا مزاج تھا کہ حدیث مبارکہ کی عبارت میں غلطی

جا کہیں سے ڈھونڈ کر لا عمر رفتہ دل وہی
مئے وہی مینہ وہی، محفل وہی ساقی وہی
وہ ہستی جو ساتھ برس تک قرآن پاک اور صرف حدیث مصطفیٰ کے فہم و تدبر اور درس و تعلیم میں محو ہر شے سے بیگانہ اور ہر شغل سے نا آشنا تھی، افسوس کہ ہم میں نہ رہی۔ مسودات کا دفتر چھوڑا ہے لیکن اس کے چھپنے اور ربط و نظم کا دماغ اب کہاں! ان کی چند کتابیں فتح الحمید الباری شرح کتاب التوحید لولام بخاری، ترجمہ وافادات بلوغ المرام، افادات صحیح البخاری، افادات جامع الترمذی، فتاویٰ دارالحدیث محمدیہ اور تحریف الغالین فی سنن ابنی داود یقیناً علماء و طلباء کے لیے یکساں مفید و معین ثابت ہوں گی وہ کسی صاحب ذوق و نظر کی منتظر ہیں۔

ان کی زندگی ہمارے لیے سرمایہ اعتماد تھی، ان کا وجود علماء کے لیے سہارا تھا۔ وائے حسرت کہ یہ سہارا اور اعتماد جاتا رہا، اس سے زیادہ افسوس اس بات پر کہ وہ ہستی آئی اور چلی گئی لیکن دنیا اس کی قدر و منزلت کو نہ پہچان سکی اور ان کے فضل و کمال کی معرفت سے نا آشناری۔
زندگی گمنامی میں گزاری اور فوت ہوئے تو دنیا کو بوش آیا۔

الصلوة علیٰ ترجمان القرآن (مفسر قرآن کی نماز جنازہ)

یہ وہ صدائیں جو آج سے سات سو برس بیشتر مبصر و شام سے چین کی دیواروں تک ابن تیمیہ رحمۃ اللہ کی نماز جنازہ کے لیے بلند ہوئی تھی۔ دنیا نے دیکھا کہ چار نومبر ۱۹۹۵ء کو یہی صدا دھرتی پاک پر گونجی اور جلالپور کا سینہ عوام الناس سے بھر گیا۔ شورش مرحوم نے مولانا اسماعیل سلفی رحمہ اللہ کی نماز جنازہ کو دیکھ کر کہا تھا:

”جس نے دلوں کے حکمران کو دیکھا ہو وہ محدث

دوراں کے جنازہ کو دیکھ لے۔“

اور جنہوں نے مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ کے

جنازہ کو دیکھا تھا انہوں نے کہا تھا:

”جس نے اس عہد کے ابن

تیمیہ کو دیکھا ہو وہ محدث

جلالپوری کے جنازہ کا نظارہ کر

لے۔“

ایک جنازہ جا رہا تھا دوش پر تقدیر

کے

ہم گنہگار ان کی مغفرت کی دعا کیا مانگیں کہ ان کی انفس متبرکہ ہمہ تن یاد الہ العالمین، صبر و رضا اور شکر و تسلیم میں صرف ہوتے تھے۔ ان کی نماز ہمہ تن لطف و کرمیت ہوتی تھی، ان کو دیکھ کر خدا یاد آتا تھا۔ اپنی زندگی ہی میں اپنی مغفرت کے کئی خواب دیکھے تھے۔

خداوند! ہمیں توفیق دے کہ ان کے نقش قدم پر چل کر ہم بھی تیری مغفرت کے سزاوار اور مستحق ٹھہریں اور ہمارے شیخ (رحمہ اللہ علیہ) کو اپنی رضا و محبت کی بہشت عطا فرما کہ وہ اسی کا طلبگار تھا۔

آخر میں مرحوم کی سب سے بڑی کوشش یہ تھی کہ وہ چند مستعد طلبہ کو اپنے خزانے کے مطابق تیار کریں۔ چنانچہ

شام کے مظلوم مسلمان

تحریر: جناب شیخ عبدالکیم

داستان خونچکاں تو بڑی المناک رہی ہے۔

۲۰۰۰ء میں باپ کی اچانک انتقال کر جانے کے بعد قسمت کا تالا اس کے چھوٹے بیٹے بشار کے نام کھل گیا۔ دراصل باپ کے بعد تو بڑے بیٹے باسل کا نمبر تھا لیکن ایک حادثہ میں اچانک اس کی موت ہو جانے پر بشار الاسد کو موقع مل گیا۔

بعث پارٹی کے قومی دستور کے مطابق ملک کی حکمرانی کے لیے ۴۰ سال کی عمر ہونی چاہیے لیکن بشار الاسد ابھی صرف ۳۴ سال کا تھا اس لیے اشتراکیوں اور نصیریوں نے بڑی چالاکی سے پہلے دستور میں تبدیلی کی پھر بشار الاسد کے لیے زمام حکومت سنبھالنے کا راستہ ہموار کر دیا۔ چنانچہ باپ کی وفات کے بعد دستور میں ترمیم کی وجہ سے بشار الاسد شام کا حکمران بن گیا اور ۱۷ جولائی ۲۰۰۰ء میں زمام حکومت اس کے ہاتھوں میں دے دی گئی۔

شروع شروع میں بشار الاسد نے بڑی ہوشیاری

ملک شام کی زمام حکومت تقریباً پانچ دہائیوں سے بعث پارٹی اور اس کے ہمواروں کے ہاتھوں میں چلی آرہی ہے۔ ۱۹۶۳ء سے لے کر اب تک مسلسل بعث پارٹی اور اس کے سوشلسٹ عرب رہنماؤں کے ہاتھوں میں ہی حکمرانی رہی ہے۔ یوں تو شام کی پوری آبادی تقریباً سنی مسلمانوں پر مشتمل ہے اور ۸۰ فیصد سے زیادہ مسلمان اہل سنت اور سنی ہیں شیعہ اور نصیریہ کو صرف ایک معمولی اقلیت کی حیثیت حاصل ہے اور ان کی تعداد ۲۰ فیصد سے بھی کم پر مشتمل ہے۔ لیکن یہ ملک شام کی بد قسمتی ہے کہ کئی دہائیوں سے وہاں بسنے والی بڑی اکثریت اہل سنت کی اقلیت اور اتنی بڑی آبادی وعددی کثرت رکھنے والے سنی مسلمانوں کو بڑی چالاکی اور ہوشیاری سے ہمیشہ وہاں کے شیعوں نے حکومت اور اقتدار سے دور رکھا۔ اقتدار اعلیٰ کلیدی مناصب اور اہم ترین وحساس عہدوں پر ہمیشہ شیعہ یا نصیری ہی فائز رہے ہیں۔

۱۹۷۰ء کے عسکری دؤن جی انقلاب کے بعد جب

حافظ الاسد کو اقتدار کا موقع ملا جو کہ ایک غالی شیعہ یا نصیری علوی گھرانے سے تعلق رکھتا تھا اور اس کا پورا خاندان یہ نسبت رکھنے میں آج بھی فخر محسوس کرتا ہے۔ اس وقت

سے حکومت سیاست فوج انتظامیہ عدلیہ میڈیا اور اخبارات و ذرائع ابلاغ پر ان کا قبضہ چلا آ رہا ہے۔ سنیوں کی اکثریت کے باوجود ہمیشہ انہیں بعثی و اشتراکی ذہنیت کے مالک نصیری اور باطنی عقیدہ رکھنے والے شیعہ حکمرانوں نے ظلم و جور کی چکی میں پیسا اور پتے چلے آرہے ہیں اور احتجاج کی ایک معمولی آواز بلند کرنے والے سنی لیڈر اور مسلمانوں کو تہ تیغ کرنے میں ذرہ برابر ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ حافظ الاسد کے دور اقتدار کی

سے ملک میں مختلف اصلاحات اور ترقی فنڈز کا اعلان کروایا مگر عقیدنا باطنیت اور نصیریت کی کوکھ میں پروان چڑھنے اور پرورش پانے کی وجہ سے سنی مسلمانوں کے خلاف درپردہ سازشیں ہوتی رہیں اور حکومت و اقتدار سے پھر انہیں دور رکھا گیا۔ اہم کلیدی مناصب پر نصیریوں کو ہی فوقیت دی گئی اور اس طرح اہل سنت پہلے سے زیادہ ظلم و جور کی چکی میں پستے رہے۔

ظلم ظلم ہوتا ہے اس کی ایک حد ہوتی ہے جب یہ ظلم

حد سے تجاوز کرنے لگا تو شام کے سنی مسلمانوں نے دنیا کی دیگر مظلوم قوموں کی طرح احتجاج کی آواز بلند کی اور ۱۵ مارچ ۲۰۱۱ء کو یہ دہلی ہوئی چنگاری ایک شعلہ بن گئی اور لوگ ایک قومی انقلاب اور عوامی تحریک کی شکل میں سڑکوں پر نکل آئے۔ دمشق و درعا سے ہوتے ہوئے ملک شام میں ہر جگہ بشار الاسد کے ظلم و جبر خونی معرکہ آرائیوں فسادات و نسلی تطہیر کے خلاف آواز بلند ہونے لگی۔ انقلاب زندہ باد کے نعروں سے دمشق کی سرزمین گونج اٹھی اقتدار اعلیٰ کی نیندیں اڑ گئیں۔ بعثی اشتراکی نصیری و باطنی حکمران ان مظاہروں کو دیکھ کر آگ گبولہ ہو گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تحریک آزادی کو دبانے کے لیے ہر قسم کے جتن کیے جانے لگے آبادیوں پر گولے داغے جانے لگے اور آج شام کی صورت حال بے حد ابتر ہو چکی ہے۔ مسلسل ڈیڑھ دو سالوں سے مظاہرین اور حق کا مطالبہ کرنے والی سنی اکثریت اور ان کی آبادیوں و مکانات کو تہس نہس کیا جا رہا ہے۔ ان پر الزام لگایا جا رہا ہے کہ یہ القاعدہ سے جڑے ہوئے دہشت گردی کو فروغ دینے والے ایسے انقلابی ہیں جو ملک شام میں الگ اپنی ریاست قائم کرنا چاہتے ہیں۔

عربی اخباری رپورٹوں کے مطابق شام کے امن پسند باشندوں نے صرف ایک پرامن احتجاج و مظاہرے شروع کیے تھے۔ آزادی رائے عدل و انصاف اور حقوق کی بازیابی کے لیے مطالبہ کیا تھا مگر بشار الاسد اور اس کی نصیری فوجوں نے بے گناہوں کے گھروں پر بلڈوزر چلا دیے۔ بچوں عورتوں اور بوڑھوں کا قتل عام شروع کر دیا اور لاکھوں لوگوں کو ترک وطن کر کے پڑوسی ممالک کی سرحدوں پر پناہ لینے پر مجبور کر دیا گیا۔ (مجلد الفرقان: عدد ۶۷ ص ۳۸)

جن علاقوں سے مظاہرات کے خدشات معلوم ہوتے ہیں یا وہاں سے مظاہرین احتجاج کے لیے نکلتے ہیں ان علاقوں کو فوج کے حصار میں لے لیا جاتا ہے وہاں کی پانی سپلائی کو منقطع کر دیا جاتا ہے اور اشیاء خورد و نوش جیسے دودھ شکر آنا وغیرہ کی سپلائی بند کر دی جاتی ہے۔ یہاں تک خبر ہے کہ پانی کی ٹینکیوں میں زہر آلود مادہ شامل کر دیا جاتا ہے جیسے کہ درعا محض خاندانیہ دیر بلع شیخون وغیرہ علاقوں میں اس طرح کے واقعات پیش آچکے ہیں۔

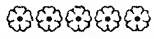
حضرت محمد رفیق سلفی رحمہ اللہ کی یاد میں!

ترجمہ: جناب عبدالرشید سلفی

میں ۲۱ اگست ۲۰۱۳ء بروز بدھ کو ہوا۔ ان کی وفات کی خبر ہر جگہ جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی اور سنتے ہی لوگ آپ کی رہائش پر پہنچنا شروع ہو گئے۔ صوبہ بھر کے ہزاروں لوگوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ جبکہ نماز جنازہ امیر پنجاب مرکزی جمعیت اہل حدیث جناب مولانا عبدالستار حامد نے پڑھائی اور ہزاروں سگواران کی موجودگی میں پرانے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

خلف الرشید میں مولانا محمد شفیق حافظ عبدالوحید سیال عبدالرشید سلفی، مولانا عبدالقدیر سلفی، قاری حافظ شاہد ظہیر سلفی سب بیٹے بیٹیاں پوتے پوتیاں ان کے لیے خدقہ جاری یہ ہیں اور دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین!

آسمان تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی گھبانی کرے



آپ نے نہایت سادگی سے زندگی گزاری، صاف ستھرا لباس اور خوشبو پسند تھے۔ کھانے میں جو میسر ہوتا وہی کھا لیتے۔ عالم باعمل تھے، اسلاف کی نشانی تھے، خلاف سنت کام ہرگز پسند نہ کرتے تھے۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے اور تہجد کی نماز کبھی نہ چھوڑی، معمول کے مطابق فجر کی نماز کے بعد درس دیتے اور شام کو ترجمہ قرآن خود پڑھاتے تھے۔ مطالعہ ان کا انتہائی شوق تھا، انہوں نے

آتی رہیں گی یاد ہمیں یہ صحبتیں
ڈھونڈا کریں گے ہم تجھے فصل بہار میں
مولانا محمد رفیق سلفی ۱۹۳۶ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے۔ ڈھول جٹ برادری سے تعلق تھا، قیام پاکستان کے بعد ہجرت کر کے لاہور مجاہد آباد میں سکونت اختیار کی۔ زرعی زمین راہوالی میں الاٹ ہونے کی وجہ سے یہاں چلے آئے۔ مولانا اسماعیل ذبح سے ابتدائی تعلیم حاصل کی، اس کے بعد مختلف اساتذہ جن میں حافظ محمد یوسف لکھنوی، مولانا خالد گر جاکھی، مولانا اسماعیل سلفی شامل ہیں جن سے تعلیم حاصل کی۔ تبلیغ دین کا کام علم

آپ نے نہایت سادگی سے زندگی گزاری، صاف ستھرا لباس اور خوشبو پسند تھے۔ عالم باعمل تھے، اسلاف کی نشانی تھے، خلاف سنت کام ہرگز پسند نہ کرتے تھے۔

اصل کرنے کے ساتھ ساتھ ہی شروع کر دیا۔ تبلیغی پروگرام کے سلسلے میں پورے پاکستان میں جایا کرتے تھے۔ ۱۹۶۳ء میں جامع مسجد اہل حدیث جی ٹی روڈ راہوالی اور دارالعلوم سلفیہ کی بنیاد رکھی۔ ان کی جدوجہد کے نتیجے میں اب راہوالی میں آٹھ جامع مساجد اور آٹھ مدرسے کام کر رہے ہیں۔ کوئی گاؤں یا شہر ایسا نہیں جہاں تبلیغ کے سلسلے میں نہ گئے ہوں۔

بیٹار مضامین لکھے اور وہ کئی کتب کے مصنف بھی تھے۔ ان کی لائبریری میں ہزاروں کتب موجود ہیں۔ تین سال تک سعودی عرب مکہ میں مقیم رہے اور اس دوران تین بار حج کی سعادت بھی حاصل کی۔ بڑے مہمان نواز تھے ہر چھوٹے بڑے کو بغیر کھانے پلانے نہ جانے دیتے۔ شگفتگی ان کا زیور تھی اور وہ ہمیشہ فضول باتوں سے اجتناب کرتے۔ اکثر کہا کرتے تھے کہ جو کم بولتا ہے وہ زیادہ سیکھتا ہے۔ انہوں نے تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ اور تحریک ختم نبوت ۱۹۷۷ء کی تحریک میں بھی حصہ لیا۔ وہ صبر کا پہاڑ تھے کہ جب ان کے جواں سالہ بیٹے حافظ عتیق الرحمن کو مسجد میں امامت کرواتے ہوئے گولی مار کر ۸ اگست ۱۹۹۱ء کو شہید کر دیا گیا۔ تب انہوں نے صبر کا مظاہرہ کیا اور کہا کہ اس کا الزام کسی پر عائد نہیں کرنا چاہتا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس کا اجر دے گا۔

مولانا محمد رفیق سلفی وفات تک امیر ادارہ افکار و محدثین، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث راہوالی، سرپرست اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع گوجرانوالہ، مہتمم دارالعلوم سلفیہ راہوالی کینٹ، خطیب مرکزی جامع مسجد اہل حدیث راہوالی کینٹ رہے۔

فن مناظرہ میں ید طولی رکھتے تھے۔ عیسائیوں، مرزائیوں سے کئی مناظرے کیے، فریق مخالف پر ان کی گرفت بہت مضبوط رہتی تھی۔ اکثر چیلنج قبول کر کے انعام بھی حاصل کیا اور کئی عیسائی و مرزائی خاندان ان کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

فنان مناظرہ میں ید طولی رکھتے تھے۔ عیسائیوں، مرزائیوں سے کئی مناظرے کیے، فریق مخالف پر ان کی گرفت بہت مضبوط رہتی تھی۔ اکثر چیلنج قبول کر کے انعام بھی حاصل کیا اور کئی عیسائی و مرزائی خاندان ان کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

جوان بیٹے کی شہادت کے بعد ان کو شوگر کا مرض لاحق ہو گیا جو آخر اس دن کا پیغام لایا جس کا وعدہ ہر نفس سے ہے۔ آپ کا انتقال پر ملال دن دس بجے اپنے کمرے

مولانا عبدالغفور طاہر کی سعودی عرب سے واپسی
مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل ڈسکہ کے امیر مولانا عبدالغفور طاہر صاحب فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد ۱۱ اکتوبر کو سعودی عرب سے واپس پاکستان پہنچے ہیں۔ ایئرپورٹ پر ان کے احباب اور عزیز واقارب نے انہیں خوش آمدید کہا۔ اللہ تعالیٰ ان کا یہ سفر قبول و منظور فرمائے۔ آمین! (ادارہ)

الاسلام ڈائری 2015ء

الحمد للہ 2015ء کی "الاسلام" ڈائری کی ترتیب کا کام جاری ہے احباب جماعت اولین فرصت میں اپنے اشتہارات اور اہم فون نمبر جلد ارسال فرمائیں تاکہ ڈائری بروقت شائع ہو سکے۔ یاد رہے کہ سابقہ فون نمبر ختم کر دیے ہیں۔

ایک صفحہ فورکلا اشتہار 2,500 روپے
ایک صفحہ سنگل کلا اشتہار 1,500 روپے
نصف صفحہ سنگل کلا اشتہار 800 روپے
قیمت فی ڈائری 300 روپے

نوٹ: اشتہار کے ساتھ اس کا زراشتاعت آنا ضروری ہے۔

رابطہ: ادارہ الاسلام ڈائری، دفتر ہفت روزہ اہل حدیث
چوک اہل حدیث 106 راوی روڈ۔ لاہور

0321-6487892 - 0300-4478611
042-37720257 - 055-4443265

طب و صحت

زیتون

جناب حکیم راحت نسیم سوہدروی

جدید دور کی مشینی زندگی نے جہاں انسان کو بہت سی آسائشیں فراہم کی ہیں وہاں فطرت سے دور کر دیا ہے۔ صبح سویرے کی سیر کا رواج بہت کم ہو گیا ہے۔ چکنی اشیاء اور فاسٹ فوڈز کا رجحان بڑھ گیا ہے۔ زندگی تیز رفتار ہو گئی ہے۔ ذہنی دباؤ اور عصبی تناؤ میں اضافہ ہو گیا ہے۔ موٹاپا اور کولیسٹرول کا مسئلہ بڑھتا جا رہا ہے۔ جس سے امراض قلب میں اضافہ ہو رہا ہے تو وہاں پھر ایک دفعہ روغن زیتون کا استعمال بڑھتا جا رہا ہے۔

زیتون اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کے لیے ایک بیش بہا نعمت ہے۔ اس کی افادیت کی سند اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ اس کی قسم کھائی ہے۔ یوں اس کے مفید عام ہونے کا ثبوت اور کیا ہوگا۔ اس کا ذکر قرآن مجید میں سات مقامات پر آیا ہے۔ زیتون کا درخت قدیم ترین درخت ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جب طوفان نوح آیا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اس کا پانی اترنا شروع ہوا تو روئے زمین پر سب سے پہلی چیز جو رونما ہوئی وہ زیتون کا درخت تھا۔

اس کی اصل سرزمین فلسطین اور شام ہے۔ یہیں سے یہ بحیرہ روم کے باقی ماندہ علاقوں خصوصاً تیونس، اسپین، یونان، ترکی اور اٹلی میں پھیلا۔ یہاں سے امریکہ، کینیڈا اور اب زیتون کے درخت امریکا، آسٹریلیا اور جنوبی افریقہ میں بھی پائے جاتے ہیں۔ یہ پہاڑوں پر پھلتا پھوٹتا ہے اور اس کے پتے سارا سال موجود رہتے ہیں جو اسے تروتازہ اور پھل دار رکھتے ہیں۔ یہ درخت طویل عمر پاتا ہے۔ زیتون کا پھل عام طور پر ۶۷ فیصد پانی، ۲۳ فیصد تیل اور ۵ فیصد پروٹین اور ایک فیصد معدنی نمکیات پر مشتمل ہوتا ہے۔

انسان صدیوں سے اس کا استعمال کرتا اور فوائد حاصل کر رہا ہے۔ اس کو پکانے کے ساتھ ساتھ مختلف عوارضات میں بطور دوا استعمال کرتا آ رہا ہے۔ زیتون کچے بھی کھائے جاتے ہیں اور ان کی چٹنی بھی بنتی ہے۔ مجھڑے ہوئے السر (زخم) اور مختلف قسم کے پھوڑوں کے لیے جہاں مرہم تیار کیے جاتے ہیں وہاں ماؤف اور معطل اعضاء میں زندگی دوڑانے کے لیے اسے طلاؤں اور دھواؤں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ بلاشبہ اس میں

کرشانی اوصاف موجود ہیں۔ قدیم آشوری، بابلی، مصری اور یونانی اسے دیوتاؤں کا ایک بیش بہا عطیہ خیال کرتے رہے۔ شیخ الرئیس بطلین سینا نے اپنی کتاب ادویہ قلبیہ میں جن ۶۴ ادویہ کا ذکر کیا ہے ان میں زیتون کا تیل بھی شامل ہے۔ اسپین میں مسلم اطباء نے اپنے دور عروج میں جن سینکڑوں ادویہ پر داد و تحقیر دی ان میں روغن زیتون سرفہرست ہے۔ ان کے نزدیک روغن زیتون ایک نعمت غیر مترقبہ اور بڑے فوائد کا حامل ہے۔ اسپین کی یہ کہادت آج بھی ضرب الملش ہے کہ زیتون کا تیل تمام امراض کا علاج ہے۔ غذا میں روغن زیتون گھی، چربی اور مکھن سے بہتر ہے۔ جدید تحقیقات بھی یہی ہے کہ زیتون جسم میں جا کر دوسری چربیوں کی صورت اختیار نہیں کرتا۔ اس لیے اس کا استعمال امراض قلب اور موٹاپے سے بچنے کے لیے مفید ہے۔ یہ واحد تیل ہے جو نفوذ کر کے مائش کے ذریعے جسم میں جذب ہو جاتا ہے۔ اس میں قوت نافذہ بدرجہ اتم موجود ہے۔ اس لیے اسے دوسرے تیلوں پر فوقیت حاصل ہے۔ حالیہ تحقیقات اس بات کی گواہ ہیں کہ جن علاقوں میں روغن زیتون کا استعمال ہوتا ہے یا جو لوگ روغن زیتون استعمال کرتے ہیں ان کے ہاں امراض قلب کی شرح بہت کم ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تصلب شریان (شریانوں کی تنگی)، انجماد خون اور ہائی بلڈ پریشر کے مریض کم پائے جاتے ہیں۔ پرانے اطباء نے زیتون کے تیل کو غذا اور دوا کے طور پر استعمال کرنے کی ہدایت کی ہے۔ زیتون میں تقریباً دو تہائی تیل پایا جاتا ہے جو کھانا پکانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اسے بطور سلاڈ، چھوٹے بچوں کے مساج اور عطریات کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ روغن زیتون توانائی سے بھرپور ہے۔ اس کے خاص جز کو اولین (Olein) کہتے ہیں۔ یہ طویل عرصے تک خشک نہیں ہوتا اور نہ ہی بدبو پیدا ہوتی ہے۔ یورپ میں امن کے نشان کے طور پر فاختہ کو اس طرح پرواز کرتے دکھایا جاتا ہے کہ اس کی کوچ میں زیتون کی ڈالی ہوتی ہے۔ روغن زیتون کی مختلف اقسام کے ذائقے بھی مختلف ہوتے ہیں اور اس کا انحصار استعمال کیے جانے والے زیتون ان کے پکنے کی کیفیت اور انہیں ذخیرہ کرنے کے عرصہ پر ہے۔ روغن زیتون میں آٹھ سے نو اجزا پائے جاتے ہیں اور دوا میں ای بھی ہے جو دافع سرطان اور خون میں تھکے بننے سے روکتا ہے۔ روغن زیتون کولیسٹرول کو جسم میں جذب ہونے

سے روکتا ہے۔ چھوٹے بچوں کے لیے اچھی غذا ہے۔ پتے کے اندر پتھری نہ بننے کے عمل میں مدد فراہم کرتا ہے اور خون کے اندر زہریلے مادہ کو خارج کرنے میں معاون ہے۔ یوں اسے دافع سرطان اہمیت حاصل ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق خارش کا جراثیمہ ایکسری (Acari) روغن زیتون سے ہلاک ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موسم سرما میں شدت اختیار کرنے والی خارش کے لیے روغن زیتون تجویز کیا جاتا ہے۔ جلنے کے زخم پر زیتون کا نمکین تیل لگانے سے زخم جلد مندمل ہو جاتے ہیں۔ روغن زیتون کو کئی قسم کے مرہموں اور جلد کے لیے مخصوص صابن میں استعمال کیا جاتا ہے۔ زیتون کی لکڑی کی آگ جلا کر تو اس سے نکلنے والا تیل پھپھوندی سے پیدا شدہ امراض داؤ چھیل اور خارش میں مفید ہے۔

معدہ اور آنتوں کے لیے: روغن زیتون کا استعمال معدے کے السر اور آنتوں کے امراض میں مفید ہے۔ اگر روغن زیتون جو کے پانی میں ملا کر پیا جائے تو قبض دور ہوتی ہے۔ اس کا اچار بھی مفید ہے جو یونان سے سرکہ میں آتا ہے اور مغرب میں شوق سے استعمال ہوتا ہے۔ جاپان میں روغن زیتون لو آنتوں کے امراض میں مفید قرار دیا جاتا ہے۔

جوڑوں اور پٹھوں کا درد: کسی سبب اگر ہڈیوں میں درد رہتا ہو تو روغن زیتون کی مائش سے آرام محسوس ہوتا ہے۔ جن کی ٹانگوں میں درد رہتا ہو یا ہاتھ پاؤں میں کمرل (Cramps) پڑتے ہوں وہ روغن زیتون نمک ملے نیم گرم پانی میں جلا کر نگور کریں تو فائدہ ہوتا ہے۔ روغن زیتون کی مائش سے نہ صرف پٹھے مضبوط ہوتے ہیں بلکہ اعضاء کو تقویت ملتی ہے۔ روغن زیتون جلد بڑھاپے کو روکتا ہے۔ جلد خوبصورت بناتا ہے۔ پیدائشی کمزور بچوں کو روغن زیتون پلانا ان کی ہڈیاں مضبوط اور اچھی صحت کی ضمانت ہے۔

امراض سانس: دمہ کے مریضوں کے لیے روغن زیتون بہت مفید ہے۔ اس کا استعمال دمہ کے دورے روکتا ہے۔ روغن زیتون نزلہ زکام کو بھی روکتا ہے۔ دورے کے دوران شدت میں ملا کر استعمال کیا جائے۔

بالوں کے لیے: روغن زیتون کا استعمال گرتے بالوں کو روکتا ہے۔ بالوں کو لمبا کرتا اور سیاہی کو قائم رکھتا ہے۔ ہر روز بالوں کو مضبوط و توانا بناتا ہے۔

کولیسٹرول کے لیے: روغن زیتون کولیسٹرول کو بڑھنے سے روکنے میں مفید ہے۔ جدید تحقیقات کے مطابق روغن زیتون استعمال کرنے والوں میں مضر صحت

متاثرین سیلاب کے لیے مرکزی جمعیت اہل حدیث گوجرانوالہ کی خدمات

مرکزی جمعیت اہل حدیث سنی گوجرانوالہ کی قیادت اللہ کے فضل سے کارکنان کے ہر دکھ سکھ میں تو شرکت کرتی ہی ہے، مگر کسی بھی فونی سامنے میں بھی اپنا کردار ادا کرنا نہیں بھولتی۔ اس سال جب سیلاب کی تباہ کاریوں میں لوگ مصیبت کا شکار ہوئے تو مرکزی جمعیت اہل حدیث سنی کے قائم مقام امیر مولانا محمد عارف اثری نے ایک ہنگامی اجلاس طلب کر کے امدادی کمپ قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ جس کا آغاز مولانا محمد صادق شتیق (سرپرست سنی) کی مرکزی جامع مسجد بیت المکرم اہل حدیث فیصلہ کالونی سے کیا گیا۔ الحمد للہ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ذمہ داران اور کارکنان نے شاندار انداز میں اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی مدد کی۔

سب سے پہلے امیر محترم علامہ پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ (جو جماعت کے مخلص اور ہمدرد بزرگ اکابرین جماعت کے ساتھی الحاج میاں محمد یوسف کی تعزیت کے لئے ان کے گھر تشریف لائے تھے) کی خدمت میں امیر سنی حضرت پروفیسر سعید کلیدی نے سنی عہدے داران، جامعہ محمدیہ کی مجلس عاملہ کے معزز اراکین کی موجودگی میں دو لاکھ روپے سیلاب متاثرین کے لئے پیش کئے۔ اسی دن ایک سو پینتالیس افراد کے ایک کنبے کے لئے کم از کم دس دن کے لئے کافی تھے اور تقریباً 4 ہزار روپے میں تیار کیا گیا تھا۔ امیر پنجاب حضرت حافظ عبد الستار حامد حفظہ اللہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اگلے دن امیر پنجاب کے حکم کے تحت شہری جمعیت کے ذمہ داران کے ایک وفد نے بذات خود وزیر آباد کے ملحقہ سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں تقسیم بھی کیا۔

اگلے مرحلے میں مزید ایک سو پینتالیس راشن ضلع حافظ آباد کے سیلاب متاثرین کی خدمت میں پیش کرنے کیلئے سنی جمعیت کا ایک وفد ناظم ضلع حافظ آباد مولانا محمد دین ندیم اور صدر اہل حدیث یوتھ فورس پنجاب مولانا حافظ عمران تبسم کی راہنمائی میں حافظ آباد کے دور دراز علاقوں میں پہنچا۔ اس موقع پر تقریباً 20 ہزار روپے کی ادویات بھی قائدین ضلع حافظ آباد کی خدمت میں پیش کی گئیں۔

تیسرے مرحلے میں مزید ایک سو پینتالیس ضلع چنیوٹ کے سیلاب متاثرین کی خدمت کے لئے مرکزی جمعیت اہل حدیث سنی نے پیش کیا۔ ضلع چنیوٹ میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ضلعی امیر حافظ صوفی عبدالغفور ضلعی ناظم مولانا قاری محمد ایوب چنیوٹی اور اہل حدیث یوتھ فورس کے ضلعی صدر مولانا طارق ڈاہر کی راہنمائی میں سیلاب متاثرین کے کمپ میں جا کر شہری ذمہ داران نے اپنے ہاتھوں سے تقسیم کیا۔ اس موقع پر تقریباً 80 ہزار روپے کی ادویات بھی اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان کے ”ساجد میر موبائل ہسپتال“ کے لئے طارق ڈاہر صاحب کو پیش کی گئیں۔

چوتھے مرحلے میں مزید ایک سو پینتالیس ضلع جہلم کے علاقے ”خورد“ میں امیر ضلع حافظ عبد الحمید عامر، ناظم ضلع مولانا حافظ احمد شتیق اور دیگر ذمہ داران کی موجودگی میں سیلاب متاثرین کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ پانچویں مرحلے میں ضلع جھنگ میں امیر ضلع اور مرکزی نائب امیر صاحبزادہ حافظ عبد العظیم بزدانی صاحب کی راہنمائی میں تقریباً ایک سو گھرانوں کے لئے راشن وغیرہ کا ایک ٹرک بھجوا دیا گیا۔ ان اسفار میں مولانا محمد صادق شتیق، صاحبزادہ حافظ عمران عریف، مولانا محمد ابراہیم ظہیر، حافظ عبد الغفور شیخ پوری، قاری محمد شفیق بٹ، مولانا محمد سنجی گرجاگھی، جناب رانا ابراہیم نفیس، جناب عبد السلام مغل، مولانا امتیاز محمدی، مولانا حافظ عباس راشد، قائم المصروف، مولانا ارشد محمد، مولانا جابر گرجاگھی، مولانا حذیفہ گرجاگھی، مولانا ثناء عبد الحمید اور دیگر جاتے رہے۔

چھٹے مرحلے میں مزید ایک سو گھرانوں کیلئے سامان خورد و نوش لیکر ایک قافلہ مولانا محمد عارف اثری کی قیادت میں وزیر آباد، چنیوٹ و فند میں مولانا شتیق الرحمان خلیق، مولانا نعیم صدیقی، مولانا تاجان اللہ صدیقی اور دیگر ساتھی موجود تھے۔ جبکہ امیر سنی حضرت پروفیسر قاری سعید کلیدی حفظہ اللہ اپنی تدریسی مصروفیات کی بناء پر کسی جگہ پہنچ تو نہ سکے مگر براہ راست ان تمام سرگرمیوں کی نگرانی اور سرپرستی فرماتے رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ الحمد للہ مرکزی جمعیت اہل حدیث سنی نے سیالکوٹ کے سیلاب متاثرین کے لئے 200 توڑا آٹا میں کلو پیک، ضلع نارووال اور ضلع حافظ آباد کے لئے ڈیڑھ، ڈیڑھ سو توڑا آٹا، ضلع گوجرانوالہ ضلع چنیوٹ و ضلع جھنگ میں ایک ایک سو توڑا آٹا بھجوا دیا جبکہ امیر پنجاب حضرت پروفیسر حافظ عبد الستار حامد صاحب کی خدمت میں بھی ایک سو توڑا آٹا پیش کیا گیا۔ تاکہ وہ پنجاب جمعیت کی طرف سے جہاں مناسب سمجھیں بھجوا دیں۔

یوں مرکزی جمعیت اہل حدیث سنی نے اس سال سیلاب متاثرین کی خدمت میں کم و بیش 25 لاکھ روپے کا سامان، اشیائے خورد و نوش، لباس اور دیگر مددات میں صرف کیا۔ یہ گوجرانوالہ کے احباب جماعت کو حضرت پروفیسر سعید کلیدی، مولانا محمد صادق شتیق، صاحبزادہ حافظ محمد عمران عریف اور دیگر رفقاء کی قیادت پر اعتماد کا اظہار تھا۔

یاد رہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے زیر اہتمام چار تیل اور ایک اونٹ دفتر میں ذبح کر کے اس کا گوشت وزیر آباد حافظ آباد اور چنیوٹ بھجوا دیا گیا۔

رپورٹ: (مولانا) عبد الغفار قمر (ناظم اطلاعات، سنی)

کولیسٹرول کی مقدار کم ہو جاتی ہے۔ شریانوں کو سخت ہونے اور ان میں خون کے تھکے ختم کرنے میں مفید ہے جو کہ امراض قلب اور انجماد خون کا سبب بنتے ہیں۔

بلڈ پریشر: جدید تحقیقات کے مطابق جو لوگ روغن زیتون استعمال کرتے ہیں ان کا بلڈ پریشر نہیں بڑھتا بلکہ متوازن رہتا ہے۔

گردوں کے لیے: روغن زیتون گردوں کی اصلاح کرتا ہے اور لروے مٹانے کی پتھریوں کو نکالنے میں مفید ہے۔

موٹاپا: جن لوگوں میں موٹاپا ہونے کی استعداد پائی جائے وہ جملہ چکنائٹ اور گھی ترک کر کے روغن زیتون کا استعمال کر کے موٹاپے کو روک سکتے ہیں۔

دانتوں کے لیے: روغن زیتون کو دانتوں پر ملنے سے نہ صرف دانت بلکہ مسوڑھے بھی مضبوط ہوتے ہیں اور کڑوا نہیں لگتا۔

جسمانی طاقت اور فالج کے لیے: روغن زیتون کا استعمال جسم میں طاقت اور توانائی فراہم کرتا ہے۔ اس کی مباشرت فالج میں مفید ہے۔

وجع المفاصل اور دردوں کے لیے: روغن زیتون کا استعمال اور ماس اےصابی اور ریاجی دردوں کے ساتھ جڑوں میں درد اور کمر درد کو ختم کرتا ہے۔

آنٹوں کی سوزش کے لیے: نائی فائدہ کے مریضوں جو کہ سخت یاب ہو جاتے ہیں اکثر میں بعد ازاں آنٹوں کی سوزش کا اثر رہتا ہے جو پرانی ہو کر نظام ہضم کو خراب اور قبض کا سبب ہوتا ہے۔ ان کے لیے روغن زیتون کا استعمال بہت کارگر ثابت ہوتا ہے۔

روغن زیتون بنانے کا طریقہ: زیتون جب سیاہی پڑنے لگے تو نوڑ کر باریک پیس کر بعد ازاں پانی جو کہ گرم ہو ڈال کر خوب بلویا جائے۔ یہاں تک کہ سارا روغن مکھن کی طرح پانی کے اوپر آجائے۔ پھر اتار کر صاف کر کے سنبھال لیں۔ جب زیتون کا پھل پیک جائے تو اسے اتار کر خوب باریک پیس کر گوندھ کر آگ پر جوش دے کر صاف کر کے سنبھال لیں۔

صحت کے تحفظ کے لیے روغن زیتون کا ایک چمچ روزانہ کھانے میں ملا کر استعمال اپنا معمول بنا لیں۔ امید ہے کہ آپ بہت سے امراض سے محفوظ رہیں گے۔ سب سے اچھا تیل ملاوٹ سے پاک اور پاکیزہ ہونا چاہیے۔ اسے بنا حرارت مشینوں سے نیچوڑا جائے۔

خط و کتابت پتہ: حکیم راحت نسیم سوہدروی، مطب ہمدرد حکیم موز علامہ اقبال ٹاؤن - لاہور فون 042-37803520

اخبار الجماعۃ

طلبہ قول و فعل کے تضاد کو ختم کریں۔ محنت اور لگن کے ساتھ تعلیم حاصل کریں

ممتاز داعی اور عالم دین مولانا عبدالخالق مدنی کا طلبہ جامعہ سلفیہ سے خطاب

اسلام عالمگیر دین ہے جس کی دعوت بھی آفاقی ہے۔ آج پوری دنیا میں اسلامی تعلیمات کا مطالعہ سب سے زیادہ کیا جا رہا ہے۔ لوگوں میں اسلام کے بارے میں تجسس ہے۔ ایسی صورت میں اسلام کے بارے میں جاننے کی اشد ضرورت ہے۔ خاص کر ایک دینی تعلیم کے طالب علم کی اولین ذمہ داری ہے کہ وہ پوری محنت اور لگن کے ساتھ پڑھے اور جو علم حاصل کیا ہے اس کے مطابق اپنی شخصیت کی تعمیر کرے۔ قول و فعل کے تضاد کو ختم کریں اور ایک باعمل مسلمان کی تصویر پیش کریں۔ ان خیالات کا اظہار کویت میں عرصہ دراز سے دعوت و تبلیغ کا فریضہ سرانجام دینے والے ممتاز عالم دین اور خطیب مولانا عبدالخالق مدنی نے کیا۔ انہوں نے طلبہ پر زور دیا کہ وہ جامعہ سلفیہ جیسے عظیم الشان تعلیمی ادارے کے پرسکون علمی ماحول سے بھرپور فائدہ اٹھائیں اور یہاں کے لائق ترین اساتذہ تجربہ کار ماہرین تعلیم سے فیض یاب ہوں اور آنے والے لکھنے کے لیے مکمل تیاری کریں۔ انہوں نے مزید کہا کہ میں بہت سے تعلیمی اداروں کو جانتا ہوں۔ لیکن جو کمال اور خوبی جامعہ سلفیہ میں ہے کسی جگہ نظر نہیں آتی۔ انہوں نے کویت میں قائم دعوت و تبلیغ سنٹر کی کارکردگی پر بھی روشنی ڈالی اور بتایا کہ صحیح اور سچی دعوت سے کتنے لوگ متاثر ہوتے ہیں اور اسے دل و جان سے قبول کرتے ہیں۔ خاص کر اس میں الشیخ عارف جاوید محمدی اور ڈاکٹر محمد اسحاق زاہد کی کاوشوں کا بڑا دخل ہے۔

اس سے قبل پرنسپل جامعہ چوہدری یونس ظفر نے مولانا عبدالخالق مدنی کا تفصیلی تعارف کرایا اور انہیں خوش آمدید کہا اور بتایا کہ مولانا نے اپنی دینی و عصری تعلیم جامعہ سلفیہ میں مکمل کی اور جامعہ کی وساطت سے مدینہ یونیورسٹی اعلیٰ تعلیم کے لیے تشریف لے گئے۔ انہوں نے مہمان کا شکریہ ادا کیا کہ وقت کی کمی کے باوجود وہ جامعہ تشریف لائے۔ مہمان گرامی کو بتایا گیا کہ جامعہ میں تعلیم کے ساتھ طلبہ کی تربیت پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ جس میں نماز کی پابندی، کلاسوں کی حاضری، اسباق کا مطالعہ، اعلیٰ اخلاق اور حسن گفتگو شامل ہے۔ جبکہ تقریری مقابلہ، مقابلہ حسن قراۃ، تحریری مضمون نویسی کے پروگرام شامل ہیں۔

آخر میں شیخ الحدیث جامعہ حافظ عبدالعزیز علوی نے نووارد تاج کرام جناب ڈاکٹر عتیق الرحمن اور الشیخ حبیب اللہ سے دعا کی درخواست کی اور انہوں نے پر خلوص دعا کی۔

منجانب: شعبہ نشر و اشاعت، ادارہ جامعہ سلفیہ۔ فیصل آباد

اہل حدیث یوتھ فورس ذمہ داران کے سیلاب زدہ خالقوں کے دورے

دریائے چناب اور ملحقہ ندی نالوں کے سیلابی پانی نے جب پنجاب کے بالائی اور وسطی اضلاع کو جابی سے دو چار کیا تو پہلے دن سے ہی اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان کی قیادت متحرک ہو گئی اور فوراً ہنگامی میٹنگ کے بعد ضلعی و شہری تنظیموں کو امدادی سرگرمیوں کی ہدایات جاری کیں۔ نقصانات کے اندازے کے لیے ۷ ستمبر کو مرکزی وفد نے سب سے پہلے ضلع جھنگ، چنیوٹ اور حافظ آباد کے متاثرہ علاقوں کا دورہ کیا اور نقصانات کا جائزہ لیا اور امدادی سرگرمیوں میں مصروف کارکنان کی حوصلہ افزائی کی۔ دوسرے مرحلے میں ۸ ستمبر کو مرکزی وفد ضلع گوجرانوالہ کی متاثرہ تحصیل وزیر آباد پہنچا اور متاثرین میں امدادی اشیاء تقسیم کیں۔ ۹ ستمبر کو جنرل سیکریٹری حافظ فیصل افضل شیخ اور ناظم مالیات میاں عامر ظہیر نے سیالکوٹ کے سیلاب سے متاثرہ

علاقوں بجوات اور چنیر اڑ کا دورہ کیا۔ اس کے بعد وفد نے بدو ملہی، دھتمل اور ظفر وال کا دورہ کیا اور متاثرین میں امدادی اشیاء تقسیم کیں۔ ۱۰ ستمبر کو حافظ فیصل افضل ضلع حافظ آباد کے متاثرہ علاقوں چک سجادہ، دینکے تارڑ اور دیگر دیہات کے دورہ پر پہنچے اور مقامی ذمہ داران کے ہمراہ متاثرین میں امدادی اشیاء تقسیم کیں۔ ۱۱ ستمبر کو حافظ صاحب نے ملتان کے سیلابی علاقوں کا دورہ کیا اور بن یونس کے مقام پر متاثرین میں امدادی اشیاء تقسیم کیں۔ بعد ازاں آپ نے ملتان پریس کلب میں مقامی صحافیوں سے خطاب بھی کیا۔ ۱۸ ستمبر کو ضلع خانیوال کے علاقہ عبدالحکیم تشریف لے گئے اور مقامی یوتھ فورس کی ریلیف سرگرمیوں کی نگرانی کی۔ ۱۹ ستمبر کو حافظ فیصل افضل شیخ اور صوبائی جنرل سیکریٹری حافظ منظور الہی جھنگ پہنچے اور حافظ عبدالعظیم یزدانی، حافظ تاقبہ سرور ساقی اور شیخ شاہد اقبال سے ملاقات کی اور جھنگ میں ریلیف سرگرمیوں کا جائزہ لیا۔ ۲۸ ستمبر کو حافظ

فیصل افضل شیخ سرگودھا پہنچے اور یہاں سنی صدر حافظ عبدالبار سلفی کی والدہ کی وفات پر تعزیت کی اور ایک اجلاس میں سنی یوتھ فورس کی ریلیف سرگرمیوں کا جائزہ لیا۔ ۲۷ ستمبر کو موصوف چنیوٹ پہنچے اور کچہری چوک میں واقع امدادی کمپ کا دورہ کیا اور کارکنان کے خدمت کے جذبہ کو سراہا اور ان کی حوصلہ افزائی کی۔ اس موقع پر مہر طارق ڈاٹر ضلعی صدر وحید الزماں رند اور ضلعی ناظم مرکزی جمعیت قاری ایوب صاحب بھی موجود تھے۔ ۲۸ ستمبر کو وہ دوبارہ حافظ آباد پہنچے سنی اور ضلع حافظ آباد کی یوتھ فورس کے ذمہ داران سے ملاقات کی اور ریلیف کاموں کا جائزہ لیا۔ حافظ صاحب تاریخی جامع مسجد مبارک پہنچے اور معروف عالم دین مولانا ناصر اللہ بھٹی سے بھی ملاقات کی۔

ریورٹ: عطاء الرحمن خٹانی

اظہار تشکر

حالیہ سیلاب کی تباہ کن صورتحال میں جن احباب نے تحصیل ظفر وال ضلع نارووال کے متاثرین سے بھرپور ہمدردی اور تعاون کا مظاہرہ کیا ہم ان کے تہدول سے شکر گزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں دنیا و آخرت میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین!.....

خصوصاً:

جناب رانا ناصر اللہ خان امیر مرکزی جمعیت ضلع لاہور
جناب امتیاز مجاہد ایڈووکیٹ ناظم مرکزی جمعیت ضلع لاہور
جناب قاری محمد حنیف ربانی امیر مرکزی جمعیت ضلع گوجرانوالہ
جناب طاہر محمود شیخ سابق صدر اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان
جناب حافظ مقصود احمد صدر اہل حدیث یوتھ فورس گوجرانوالہ
جناب عبدالوہید بٹ صدر اہل حدیث یوتھ فورس ضلع نارووال
جناب چوہدری نذیر احمد سندھو بدملی

منجانب:

حافظ عبدالغفار بیجان امیر مرکزی جمعیت تحصیل ظفر وال
حافظ منظور احمد ناظم مرکزی جمعیت تحصیل ظفر وال
حافظ شفیع اللہ صدر اہل حدیث یوتھ فورس تحصیل ظفر وال
حکیم محمد شاہد جنرل سیکریٹری اہل حدیث یوتھ فورس تحصیل ظفر وال

قرآن و سنت کا نفرنس

یکم نومبر بروز ہفتہ بعد نماز عشاء جامع مسجد وحید اہل حدیث کوٹلی لوہاراں مغربی سیالکوٹ میں عظیم الشان قرآن و سنت کانفرنس منعقد ہوگی۔ کانفرنس سے حضرت مولانا عافہ عدیل شہزاد حضرت مولانا یوسف لاہوری، غازی اسلام رانا محمد شفیق خاں سپروری خصوصی خطاب فرمائیں گے۔
ڈاکٹر عبدالسمیع۔ ناظم نشر و اشاعت تحصیل سیالکوٹ

انا للہ وانا الیہ راجعون

حافظ خلیل الرحمن اظہر صاحب کا انتقال پر ملال!

گوجرانوالہ ۲۱ اکتوبر ۲۰۱۳ء مرکزی جمعیت اہل حدیث شہر گوجرانوالہ کی کابینہ کے رکن ڈاکٹر حافظ خلیل الرحمن اظہر گردوں کی خرابی کی وجہ سے انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ گزشتہ رمضان المبارک سے علیل چلے آ رہے تھے۔ آخر وہ وقت مقررہ آپہنچا جس میں تاخیر و تعیل ناممکن ہے۔ مرحوم جامعہ اسلامیہ اہل حدیث گوجرانوالہ سے فارغ التحصیل تھے۔ ہو سید ڈاکٹر اور مسجد کے خطیب بھی تھے۔ نیک سیرت، انتہائی ملنسار، نہس لکھ جماعتی کاموں میں پیش پیش اور بڑی متحرک شخصیت کے مالک تھے۔ ان کی نماز جنازہ قبرستان کلاں میں صابرازادہ حافظہ محمد عمران عریف ناظم شہری جمعیت نے پڑھائی۔ نماز جنازہ سے قبل مولانا محمد ابرار ظہیر، مولانا فاروق عاصم، مولانا قاری محمد رمضان ساجد قصوری و دیگر علماء نے فکر آخرت اور مرحوم کی خدمات پر روشنی ڈالی۔ نماز جنازہ میں علماء کرام احباب جماعت طلبہ اور زندگی کے مختلف شعبوں سے افراد بڑی کثرت تعداد میں شریک ہوئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی ان بھری لغزشوں کو معاذ فرمائے اور اپنی رحمت سے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ادارہ مرحوم کی مغفرت تامہ اور بلندی درجات کے ساتھ وہاں ان کے جملہ پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کرتا ہے۔ (ادارہ)

”اہل حدیث“ کی توسیع اشاعت

مولانا سید محمد بلال طاہر صاحب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث حلقہ تھانہ تنٹے عالی گوجرانوالہ نے ہفت روزہ ”اہل حدیث“ متعدد احباب کے نام جاری کروایا ہے اور مزید جاری کروانے کے لیے کوشاں ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء! (ادارہ)

اظہار تعزیت

ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث سندھ مولانا محمد ابراہیم طارق کے والد محترم پچھلے دنوں انتقال کر گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! المرسل: حافظ صلاح الدین

ماہانہ اجلاس

مرکزی جمعیت اہل حدیث حلقہ تھانہ تنٹے عالی گوجرانوالہ کا ۳۵واں ماہانہ اجلاس ۲۶ اکتوبر بروز اتوار بعد نماز ظہر جامع مسجد الحرمین اہل حدیث بوڑھ خورد میں زیر صدارت امیر حلقہ

پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحیم اشرف کو صدمہ!

پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحیم اشرف، مولانا محمود الحسن اسد (خطیب برطانیہ)، حافظ شریف اللہ شاہد (خطیب برطانیہ) پروفیسر متین اللہ عمر کی والدہ محترمہ ۲۱ اکتوبر ۲۰۱۳ء بروز منگل مختصر علالت کے بعد وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کی نماز جنازہ ۲۲ اکتوبر بروز بدھ پروفیسر متین اللہ عمر نے مقامی قبرستان میں پڑھائی۔ نماز جنازہ میں مذہبی سیاسی سماجی راہنماؤں سمیت سینکڑوں کارکنوں نے شرکت کی۔ مرحومہ نہایت نیک باپردہ اور صالح خاتون تھیں۔ مولانا انعام اللہ ناظم کی اہلیہ محترمہ تھیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی بشری خطاؤں کو معاف فرما کر جنت الفردوس عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین! ڈاکٹر پروفیسر عبدالرحیم اشرف صاحب کانمبر 0300-7685348 دعا گو: محمد عمران مجاہد، فیروز ڈوواں (شیخوپورہ)

خطبہ جمعۃ المبارک

۱۷ اکتوبر کا خطبہ جمعۃ المبارک جامع مسجد اہل حدیث چک ۱۱۲ علی آباد میں حضرت مولانا قاری شفیق الرحمن نے شانِ عمر فاروق پر ارشاد فرمایا ان کا خطاب مدلل اور موثر تھا۔ منجانب: عبدالغفور وابلہ، علی آباد تحصیل سانگلہ ہل (ننگرانہ)

ضروری گزارش

اگر کسی بھائی کے پاس والد محترم سید بابر اللہ گیلانی مرحوم کی تقادیر کیسٹوں یا تحریروں کی صورت میں ہوں تو اس نمبر پر اطلاع دیں: 0333-4304663 منجانب: حکیم سید محمد عبداللہ گیلانی، امیر تحصیل مرید کے ضلع شیخوپورہ

عرصہ 44 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

گولڈن

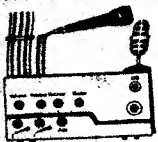
ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر (رجسٹرڈ)

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر لاؤڈ پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارٹینڈ اور متعلقہ سپیر پارٹس اور مرمت کا کام تلی بخش کیا جاتا ہے۔

0300-6430739
055-4213430

چوک نیاسیں نزد سٹی کالج گوجرانوالہ



الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

نام ہی کافی ہے

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل
ورائٹی دستیاب ہے۔

ایمپلی فائر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیاسیں گوجرانوالہ
فون نمبر: 0300-6430029, 4226706, 055-4212804
محمد ذیشان ربانی 0343-6007696

حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاہروی کو صدمہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث کوٹ رادھا کشن کے نائب امیر حکیم مولانا محمد یحییٰ عزیز ڈاہروی کی خالہ صاحبہ اور مولانا عبدالقادر ڈاہروی کی والدہ محترمہ تقریباً ۸۰ برس کی عمر میں طویل علالت کے بعد ۷ اکتوبر ۲۰۱۳ کو انتقال کر گئیں۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کی نماز جنازہ شیخ الحدیث مولانا عطاء اللہ حنیف نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں احباب گرامی نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ قارئین کرام مرحومہ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا کریں۔

رابطہ: حکیم یحییٰ ڈاہروی: 0301-4481583

شریک غم: محمد اسلم۔ پیار پریس سیکریٹری مرکزی جمعیت اہل حدیث کوٹ رادھا کشن قصور

● مورخہ 7 ستمبر بروز اتوار حافظ اخلاق احمد خطیب بریڈ فورڈ برطانیہ، مولانا حبیب الرحمن خطیب بلیک برن برطانیہ، محمد اشفاق و محمد اشتیاق کے بھائی اور عبدالرحمن کے والد محترم حافظ متیق الرحمن وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم جامع مسجد اہل حدیث کوئٹہ آئمہ کے مستقل نمازی و مؤذن اور انتہائی نیک اور بااخلاق انسان تھے۔ مرحوم کی نماز جنازہ حافظ عبدالحمید عامر نے پڑھائی۔

● 7 جولائی برطانیہ 8 رمضان المبارک بروز سوموار حافظ عبدالحمید عامر رئیس جامعہ علوم اُثریہ جہلم اور حافظ احمد حقیق مدیر جامعہ علوم اُثریہ، قاری عبدالرشید و حافظ عبدالرؤف کی خالہ محترمہ اور جامعہ کے مدیر تعلیم مولانا محمد عبداللہ کی والدہ محترمہ وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ صوم و صلوة کی پابند اور شب زندہ دار خاتون تھیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ جامعہ علوم اُثریہ جہلم میں شیخ الحدیث مولانا محمد اکرم جمیل نے پڑھائی جس میں جامعہ کے اساتذہ اور طلبہ کے علاوہ کافی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔

● اہل حدیث یوتھ فورس حلقہ یزدانی شہید فیصل آباد کے رہنما مولانا امیر حمزہ المدنی کے والد محترم عید اللہ کی ایک روز قبل وفات پا گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ صوم و صلوة کے پابند نہایت خوش اخلاق اور مہمان نواز تھے۔ احباب جماعت ان کی بلندی درجات اور آخرت کی بہتری کے لیے دعا فرمائیں۔

محمد قاسم حسان وارا کین A.Y.F حلقہ یزدانی شہید فیصل آباد ● گزشتہ روز مرکزی جمعیت اہل حدیث ملتان کے مخلص کارکن جناب عبدالحی کا صاحبزادہ عبدالوحید ریاض سعودی عرب میں ایک ایکسڈنٹ میں رضائے الہی سے وفات پا گیا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کو ریاض ہی میں نماز جنازہ کے بعد سپرد خاک کر دیا گیا۔ مسجد عائشہ جناح پارک ملتان میں قاری عبدالقادر نے فاتحہ نماز جنازہ پڑھائی۔ احباب جماعت نے راقم کے ہمراہ

خطبہ جمعہ

ان شاء اللہ
آواز خطبہ

جامع مسجد رحمت اہل حدیث گجر کالونی لہڑا لاہور کینٹ

اندا ز بیان
مولانا محمد ناصر مدنی صاحب
خطیب اسلام محبوب عالم
محکم قاری
شاہد شاکر
صاحب حفظہ
آف پیو جیال
0306-6363680

ان تمام مسئلوں پر مولانا صاحب کی ویڈیو کی خرید و کتاب ہیں

سٹار موویر
0306-4328187
DVD اور CD میں مل کر خریدیں
0324-0321332-458675

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت

پروپرائیٹرز ایم اکرام مغل (ماہر ٹیکسٹ)

سپر سٹار

ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر
اینڈ ہاؤنڈ سسٹم

0333-8294645

055-4237974

0312-7343693

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارشیٹنڈ اور متعلقہ سپیر پائرس اور مرمت کا کام کلی بخش کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد روڈ چوک نیائیں نزد فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

دعا گو: مولانا محمد نواز ضیاء۔ فیروز وٹوال (شیخوپورہ)

جوہر نایاب

جدید طبی ریسرچ مایوس ہونا گناہ ہے۔

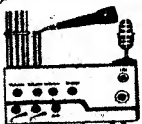
بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفا خانہ
نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک
”جوہر نایاب“ تیار کیا ہے۔ اسے
استعمال کر کے اپنی تازہ روپورٹ کے ساتھ
ملیں۔ ان شاء اللہ روپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفا خانہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

0345-6213064

AI-Fatah

Loud Speaker Amplifier



پروپرائیٹر محمد عثمان

Mob:0321-7432246

Mob:0334-7967107

Ph:055-4230167

الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

نیو-یکمپی فائر کی بہترین ورائٹی دستیاب ہے

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایملی فار، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی ہارن، شینڈل، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعایت خریدیں نیز مرمت کو ایفائیڈ میکنگ کے پاس تشریف لائیں۔

نیا نیس چوک نزدیگی کالج گوجرانوالہ⁷

فیصل عرق نایاب

2 لیٹر 1200 روپے

no side effects

مرحومہ گیس، جو جسمی اور فیزیکی ہوئے ہوئے میٹ کا مکمل علاج

فیصل عرق نایاب

100% انتہائی مفید جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ ایسا مرکب جو جسم میں پہنچ کر فالٹو چربی کو پگھلاتا ہے اور جسم کو خوبصورت اور جاذب نظر بناتا ہے۔

فیصل عرق نایاب کے فوائد

- موٹاپا کو مکمل ختم کر کے جسم سے فاسد مادوں کو خارج کرتا ہے۔
- چہرے کے کیل مہاسے، چھانیاں، پھوڑے، پھنسیوں کا قدرتی علاج۔
- جگر، معدہ، آنتوں کی موثر قبض گیس، جلن، درد، بد ہضمی، کھٹی ذکارس
- تھکے، پرانا بخار، گردے کے امراض، خون کی کمی اور جسمانی کمزوری کیلئے مفید۔

ہوم ڈلیوری

0314-3085577

پاکستان بھر کے تمام بڑے شہروں میں

فیسل FOODS

معبون قوت دماغ زعفرانی

132 اجزاء سے تیار کردہ

دماغ، اعصاب، ذہن اور حافظہ کیلئے آزمودہ نسخہ

دماغی وباؤ، تھکاوٹ، بے خوابی، نسیان اور اعصابی کمزوری کا کثیر علاج

چہرے کی شادابی، حافظہ کی کمزوری، نظر کی بہتری کیلئے بہترین ٹانک

نظام ہضم کی درستگی، شوگر اور بلڈ پریشر کے مریضوں کیلئے انمول تحفہ

ہر موسم اور ہر عمر کی خواتین و حضرات میں یکساں مفید

معدہ و جگر کی کمزوری اور گرمی کا بہترین علاج

مسل استعمال بھر پور جوانی کی ضمانت

قیمت 1200/- روپے وزن 600 گرام

قیمت 650/- روپے وزن 300 گرام

پاکستان بھر میں

بذریعہ ڈاک

فری

ہوم ڈلیوری

0314-3085577

فیسل FOODS

زعفران	شہد
کشمیر	جوہر آہن
مرحہ سیاہ	ہادیان
میشور	گمرغ
مطبوخ	الایچی خورد
مطرزہ	کوند کیرہ
آملہ	مٹرکدو

کوہسزہ بذریعہ ڈاک منگوانے کیلئے رقم پہلے بھیجیں ملاقات کرنے کیلئے فون بد پہلے وقت لے لیں

پنجاب بینک ٹائٹل مبشر کریم بھٹی

لائف کرنٹ اکاؤنٹ نمبر

0214 0047930009

میزان بینک ٹائٹل عبدالکریم بھٹی

سیونگ اکاؤنٹ نمبر

7001 0101053034

عبدالکریم بھٹی

شاختی کارڈ نمبر

35103-1466875-3

نظریہ مفرد اعضاء

نظریہ مفرد اعضاء واضح کرتا ہے کہ ایک وقت میں مرض ہمیشہ ایک عضو رئیس کے غلیوں میں ہوتا ہے باقی اعضاء رئیس کے خلیات میں اُسکے اثرات ہوتے ہیں۔ علاج بھی اُسی بیمار عضو کا ہونا چاہیے کامیاب علاج کیلئے ایک وقت میں طریقہ اپنانے ہوتے ہیں پہلا یہ کہ علاج بالقدیر کیا جائے یعنی جسمانی اور نفسیاتی طور پر مناسب ماحول مہیا کیا جائے دوسرا یہ کہ موافق غذا سے بیمار عضو رئیس کی نشوونما کی جائے۔ تیسرا یہ کہ موافق مفردات، مرکبات سے بیمار عضو رئیس کی حالت تسکین کو حالت تحریک میں لا کر صحت بحال کی جائے چنانچہ اسی طریق پر درج ذیل 15 روزہ کورس تیار کیے ہیں ان سے شفاء کاملہ و عاجلہ ہوگی انشاء اللہ۔

میرا طبی پس منظر یہ ہے کہ فاضل الطب و الجراحت مستند درجہ اوّل ہوں 12 ایوارڈ اور 1 گولڈ میڈل لے چکا ہوں طبیہ کالج کا سابقہ لیچرار ہوں مختلف دوا ساز اداروں کا ناظم اعلیٰ اور مختلف اجتماعات پر بطور یکیم بے شمار مریضوں کا علاج کر چکا ہوں۔ میرے تیار کردہ طبی کورسز میں کوئی نشہ آور کوئی زہریلی کوئی ایلوپیتھک دوائی نہیں ہے۔

جس لیبارٹری سے چاہیں چیک کروالیں۔ ہمارے 15 روزہ کورسز درج ذیل ہیں

عصاب	شوگر	کالی تھانی	اپینڈیکس	مالی خولیا	امراض مردانہ	عرق النساء	بال سفید ہونا	ٹی بی	ہیملوفیلیا
فتقہ	سلسلہ ابول	چھکی	عظم نقد	یوریا	امراض زنانہ	مہرے ٹل جانا	گنجان	دمہ	بے اولادی
بے خوابی	سوکڑا	خروج الاعضاء	دل کا دورہ	تھنہ ابول	دج المفاصل	مھج و کراڑ	بلڈ پریشر	کیرا	گمی ہارمونز
بند زلہ	سکڑنی	چنبل	گیس	ٹینشن	تھج المفاصل	برس	کمی خون	استقامہ	عنات
لخت	بول بتری	دائمی قبض	السر	بواسیر	گھبھیا	روسیاں	جھون	یرقان	ایڈوہرمیا
پتھری	غالب میں لڈنا	کڑل پڑنا	اماس	اولاڈینہ	نقرس	دبلاہن	دل میں سوراخ	اعصابی کمزوری	سدا جوانی



BMA
Since 1952

A product of **BMA** Pharma

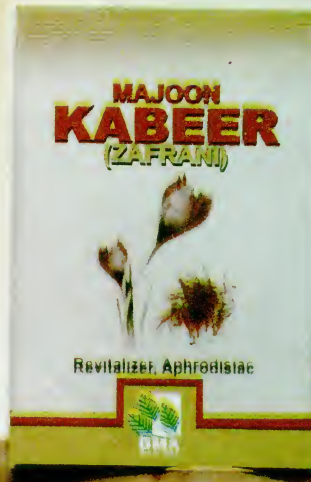
MAJOON KABEER (ZAFRANI)

مجبون کبیر
(زعفرانی)

لیجئے

جسم میں تازگی و توانائی
کی اک نئی لہر

زائل شدہ قوت بحال کر کے جسم کو توانا کرتی ہے
اعصابی کمزوری، طبیعت کا بوجھل پن اور تھکاوٹ دور کرتی ہے
مقوی اعصاب و اعضائے رئیسہ ہے
جسم میں چستی اور طاقت پیدا کرتی ہے
زعفران اور دیگر خالص قیمتی نباتاتی اجزاء سے تیار کی جاتی ہے
مضر مابعد اثر سے پاک ہے



Revitalizer, Aphrodisiac

نئی امنگ، نئی ترنگ زندگی میں بھرے نیارنگ



BMA
Since 1952

BMA Pharma (Herbal)

1.5 km. Faisalabad Road Okara.

Ph: (044) 2514023, 2514123, Fax: (044) 2523205

ہفت روزہ (تسلسلہ وراثت)

حافظ عبدالغفور

حسین علی محمدی

7 نومبر 2014

12 محرم الحرام 1436

جمعة البیاض

جامعہ علوم انسانی

رئیس

حافظ عبدالحمید

مفتی احمد حقیق

صحیح بخاری

31 ویں سالانہ

مکمل

شریف

12:30

عشق اللہ

شیخ العربیہ العجم

حضرت عبداللہ

پروفیسر کراچی

حکیم

لقسمہ اسنا

والعالمات

محمد اکرم جمیل

الطاف الرحمن

شاہد محمد

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری

محمد سرف

محمد پوری